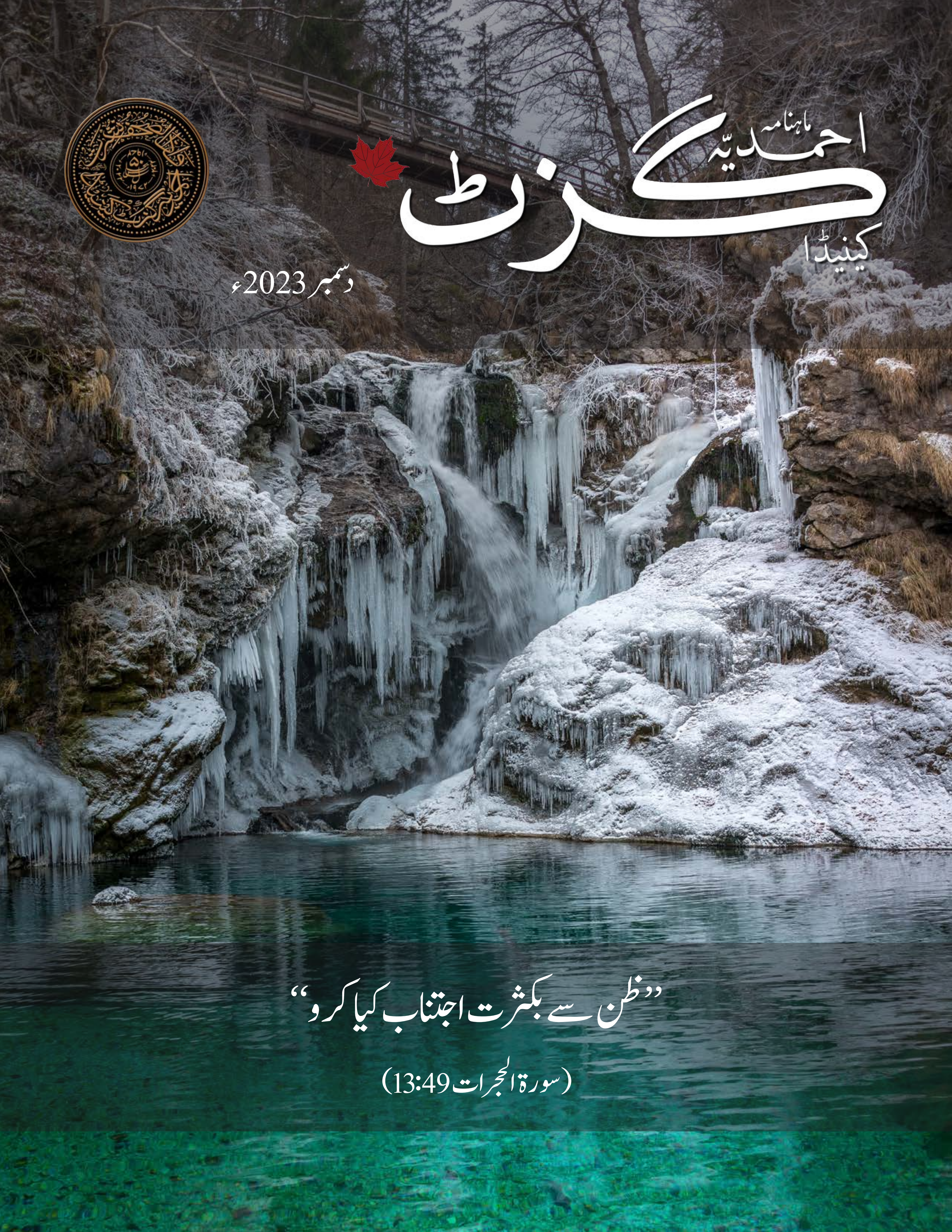

ماہنامہ احمدیہ

گزٹ

کینیڈا

دسمبر 2023ء

”ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو“

(سورۃ الحجرات 13:49)

بدظنی سے دلوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

”اللہ تعالیٰ مومنوں میں محبت، پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہ حسن ظن سے پیدا ہوتا ہے۔ پس فرمایا کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی گناہ کی طرف لے جاتی ہے، جو نہ صرف انسان کی اپنی ذات کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جو معاشرے کے امن کو بھی برباد کر دیتا ہے۔ دلوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ ایک ایسا گناہ جو انسان بعض اوقات اپنی اَنا کی تسکین کے لئے کر رہا ہوتا ہے۔... یہ ایک ایسا گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ہر احمدی کو اس سے بچنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/فروری 2010ء۔ مطبوعہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، 26/فروری 2010ء)

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰهِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

دسمبر 2023ء : جمادی الاول، جمادی الثانی 1445ہجری قمری : فتح 1402ہجری شمسی : جلد 52 : شمارہ 12

فہرست مضامین

★ قرآنِ مجید اور حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ شہدائے بورکینافاسو۔ احمدیت کے درخشندہ ستارے از مکرم رانا نجیب اللہ ایازؔ صاحب مربی سلسلہ	11
★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن عورتوں کو نصائح از محترمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ	18
★ ڈارون کے نظریے کا تنقیدی جائزہ اور اسلامی نظریہ ارتقاء از مکرم دانیال خالد خان صاحب مربی سلسلہ	24
★ پردیس کا تجربہ از محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ	27
★ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2023ء لوکل پروگرام از مکرم غلام احمد عابدؔ صاحب	33
★ چوہدری محمد انور صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر از محترمہ بشریٰ انور صاحبہ	35
★ پیاری امی جان امۃ الحفیظ عفت صاحبہ کا ذکرِ خیر از محترمہ طیبہ طلعت صاحبہ	36
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	39
★ تصاویر: بشیر ناصر، اسد سعید اور بعض دیگر احباب	

نگران

ملک لال خان
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ
فرحان احمد حمزہ قریشی

معاون مدیران

شفیق اللہ، منیب احمد، محمد موسیٰ
اور حافظ مجیب الرحمٰن احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابدؔ اور دیگر معاونین

تزئین وزیبائش اور سرورق

شفیق اللہ، منیب احمد اور انوشہ منور

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ www.ahmadiyyagazette.ca Tel:905-303-4000 Ext:2241 editor@ahmadiyyagazette.ca

قرآنِ مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتًا فَکَرِہۡتُمُوۡہُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (سورۃ الحجرات 13:49)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمۡ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكۡذَبُ الۡحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخۡوَانًا .

(صَحِيح مُسۡلِم، كِتَابُ الۡبِرِّ وَالصِّلَةِ، باب تَحۡرِيمِ الظَّنِّ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔ اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو، بے رخی نہ برتو۔ جس طرح اس نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو۔

بدظنی بہت بُری بلا ہے

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ... میں سچ کہتا ہوں کہ یہ بدظنی بہت بُری بلا ہے انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے۔ دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے۔ اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تا کہ اس معصیت اور اس کے بُرے نتیجے سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔
... پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے۔ اس کو معمولی نہ سمجھو۔ بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات کو حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرو۔“

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 335-336، مطبوعہ 2022ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ ستمبر 2023ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر 2023ء

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں شاملین جلسہ کو زرّیں نصائح

اِمسال جماعتِ احمدیہ جرمنی کو قائم ہوئے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔

اب ہمیں اپنا جائزہ لینا ہے کہ ان سو سالوں میں ہم نے کیا حاصل کیا ہے، ہم نے اپنے ایمانوں کی کس حد تک حفاظت کی ہے۔

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم ستمبر 2023ء کو جلسہ گاہ بمقام Messe Stuttgart جرمنی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ اس خطبہ جمعہ کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کے 47ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح بھی تھا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کے خطبہ جمعہ میں حضورِ انور نے فرمایا کہ الحمد للہ آج چار سال بعد دوبارہ وسیع پیمانہ پر جماعتِ احمدیہ جرمنی کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے، جلسہ کا مقصد دینی علم سیکھنا، روحانیت میں ترقی کرنا، اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت میں بڑھنا ہے، رسول کریم ﷺ کی مکمل پیروی کرنے والے ہوں اور آپ ﷺ سے محبت کا تعلق پیدا ہو، دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور دین مقدم ہو۔

اِمسال جماعتِ احمدیہ جرمنی کو قائم ہوئے سو سال پورے ہو رہے ہیں، اب ہمیں اپنا جائزہ لینا ہے کہ ان سو سالوں میں ہم نے کیا حاصل کیا ہے، ہم نے اپنے ایمانوں کی کس حد تک حفاظت کی ہے۔ مذہب کی پابندیوں کی وجہ سے بہت سے احمدی پاکستان سے یہاں آ کر آباد ہوئے تو کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقاضا کے تحت اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو دین سے جوڑے رکھنے کی کوشش کی، اگر کی تو یہی وہ سو سالہ نذرانہ ہے۔ اگر ہم نے یہ کوشش نہیں کی تو سو سالہ خوشی بے فائدہ ہے۔

ہماری بیعت ہم سے کیا تقاضا کرتی ہے بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یہ مت خیال کرو کہ صرف بیعت کر لینے سے ہی خدا راضی ہو جاتا ہے۔ یہ تو صرف پوست ہے۔ مغز تو اس کے اندر ہے۔ اکثر قانون قدرت یہی ہے کہ ایک چھلکا ہوتا ہے اور مغز اس کے اندر ہوتا ہے۔ چھلکا کوئی کام کی چیز نہیں ہے۔ مغز ہی لیا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں مغز رہتا ہی نہیں اور مرغی کے ہوائی انڈوں کی طرح جن میں نہ زردی ہوتی ہے نہ سفیدی، جو کسی کام نہیں آ سکتے اور ردّی کی طرح پھینک دیئے جاتے ہیں۔ ... اسی طرح پر وہ انسان جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اگر ان دونوں باتوں کا مغز اپنے اندر نہیں رکھتا، تو اُسے ڈرنا چاہئے کہ ایک وقت آتا ہے کہ اُس ہوائی انڈے کی طرح ذرا سی چوٹ سے چکنا چور ہو کر پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اُس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو، ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی اور اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں، یاد رکھو یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں، خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں کہ موت کس

وقت آجائے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ مرنا ضرور ہے پس نرے دعوے پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ، وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں جب تک انسان اپنے آپ پر بہت سی موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے، وہ انسانیت کے اصل مقصد کو پا نہیں سکتا"۔

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 416، ایڈیشن 2003ء، مطبوعہ ربوہ)

دنیا میں رہ کر دین کو مقدم رکھنا یہی اصل جہاد ہے جس کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نصیحت کی ہے۔ مسلمان کہلا کر دو نمبری نہیں چل سکتی کہ نام تو دین کا لیں لیکن کام دنیا کے کرتے رہیں۔ اپنی تجارتوں اور ملازمتوں میں بھی مصروف ہوں مگر یہ پسند نہیں فرمایا کہ خدا کے لئے کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ دین مقدم کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنے عہد میں دنیا کے معاملوں میں یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ دنیا کے مقابلے میں ہم دین کو مقدم کریں گے۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو گی۔

اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے تو خدا تعالیٰ سے تعلق ضروری ہے، اور یہ تعلق عبادت سے پیدا ہو سکتا ہے، ہر احمدی کو اپنی نمازوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ سچے مذہب کی جڑ خدا پر ایمان ہے، اور خدا پر ایمان کی شرط سچی پرہیزگاری ہے۔ تقویٰ والے کو خدا کبھی ضائع نہیں کرتا، خدا اور فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی کر لے اور ان اعمال اور افعال کو چھوڑ دے جو اس کی نارضامندی کا موجب ہیں تو وہ سمجھ لے کہ ہر ایک کام برکت سے طے پا جائے گا۔ یہ سچی بات ہے کہ اگر خدا کسی کا ہو جائے تو سارا جہان اپنی مخالفت سے اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ پس خدا تعالیٰ پر مکمل بھروسہ ہونا چاہئے۔

نمازوں میں لذت و سرور کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت و سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ ... فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (سورۃ ہود 11: 115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہیں یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکّریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ ... وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔"

(ملفوظات۔ جلد نمبر 1، صفحہ 162 ۔ 164، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نمازوں میں سرور حاصل کرتے ہیں؟ کہیں ہم مکمل بھروسہ صرف اسباب پر تو نہیں رکھتے؟ اگر ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں تو ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں اپنے مقصد کو پورا کرنے والے ہیں ورنہ قابلِ فکر حالت ہے۔

ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق پیدا ہو گیا ہے؟ کیا ہماری نمازوں کے اعلیٰ معیار قائم ہو گئے ہیں؟ کیا ہم نمازوں کے اوقات میں دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر نماز کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں؟ کیا ہم قرآنِ کریم کی تلاوت میں باقاعدہ ہیں؟ کیا ہم قرآنی احکامات کو تلاش کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کو دین سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہمیں اپنے بچوں کی صرف دنیاوی تعلیم کی فکر ہے یا ان کے دین کی بھی فکر ہے؟ کیا ہمارے اعلیٰ اخلاق آپس کے تعلقات میں وہ معیار حاصل کر چکے ہیں جو رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کا نظارہ دکھائیں؟ کیا اعلیٰ اخلاق کے نمونے غیروں پر ظاہر کر کے ہم انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کر رہے ہیں؟ یہی ہمارا لائحہ عمل ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ان عہدوں کو پورا کرنے والے بنیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ہر احمدی کو یہ جائزہ لینا چاہیے کہ اس کی نماز کی کیا حالت ہے۔ اگر ہماری یہ حالت درست ہو گئی اور ہمارا اللہ تعالیٰ سے اس طرح تعلق قائم ہو گیا تو پھر ہی وہ حالت ہے جب ہمیں حقیقی خوشی ملے گی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ ستمبر 2023ء

جلسہ سالانہ جرمنی کا کامیاب انعقاد، انتظامیہ اور کارکنان کو زرّیں نصائح نیز شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8/ ستمبر 2023ء کو بمقام مسجد بیت السبوح فرانکفرٹ جرمنی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں جرمنی کا جلسہ سالانہ کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ چونکہ اس مرتبہ نئے مقام پر جلسہ منعقد ہوا اس لئے مہمانوں کو بعض مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ لیکن چونکہ وہ ایک دینی مقصد کے لئے آئے تھے انہوں نے شکوہ وشکایت نہیں کی۔ لیکن انتظامیہ اور افسران کو استغفار کرتے ہوئے اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

جلسہ کی انتظامی خامیوں کا جائزہ لینا چاہیے

حضورِ انور نے مختلف شعبہ جات مثلاً سیکورٹی، آڈیو سسٹم، کھانا پہنچانا وغیرہ کے متعلق بعض کمیوں کی نشاندہی فرمائی۔ اسی طرح فرمایا کہ مردانہ ہال میں پچھلی طرف لوگ باتوں میں مشغول تھے۔ اس ضمن میں افسرانِ جلسہ سالانہ شعبہ تربیت اور مربیان کو اپنے فرائض بہتر طور پر ادا کرنے چاہئیں۔ ترقی کرنے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں تب ہی کامیاب ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شرم کی بات نہیں۔ یہ کہہ کر کہ سب اچھا ہے اپنی ترقی کے راستوں کو بند نہ کریں۔

جلسہ سالانہ کے بارہ میں چند تاثرات

لیکن اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر پردہ پوشی فرمائی اور آنے والے مہمانوں نے اور ایم ٹی اے کے ذریعہ جلسہ سننے والوں نے جلسہ سے نہایت نیک اثر لیا۔

- بلغاریہ سے آنے والی ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر نے کہا کہ ایسا بہترین جلسہ منعقد کیا گیا کہ جو چہرہ بھی میں نے دیکھا کسی پر گھبراہٹ یا غصہ نہیں پایا۔ تمام لوگ مخلص اور ہر وقت مدد کرنے کو تیار نظر آتے۔ اس تقریب نے مجھے روحانی طور پر بحال کیا۔ میں نے جماعت کے متعلق نئی باتوں کا علم حاصل کیا مثلاً رواداری کی تعلیم اور دوسروں کو باوجود اختلاف کے قبول کرنا۔

- ایک اور عیسائی خاتون جو پہلی بار جلسہ میں آئیں انہوں نے کہا کہ میں نے پہلی بار ہزاروں مسلمانوں کو اکٹھے عبادت کرتے دیکھا۔ یہ نہایت خوبصورت نظارہ تھا۔ تمام لوگ ہم سے بہت ادب سے پیش آتے۔

- مقدونیہ سے آنے والے ایک مسلمان صحافی نے کہا کہ خلیفۂ وقت کے خطابات نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں بہت احمدیوں سے ملا۔ ان سب نے مسکراتے ہوئے بات کی۔ آپ کا جو پیغام ہے یعنی محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں یہ حقیقی طور پر دیکھنے میں ملا۔

- سلوواکیہ سے ایک تاجر جلسہ میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اسلام کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا یہاں تک کہ میں سمجھتا تھا کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کو خدا مانتے ہیں۔ جلسہ میں شامل ہو کر مجھے اسلام اور مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق حقیقی تعلیم کا علم ہوا۔ اور پتہ لگا کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اور جو میڈیا میں پیش ہونے والی تصویر ہے غلط وہ ہے۔ جب میں نے خلیفۂ وقت کو دیکھا تو میری روح پر نہایت نیک اثر پڑا۔ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جلسہ میں شامل کیا۔

- البانیہ سے آنے والے ایک مسلمان پروفیسر نے کہا کہ میں دس سال سے اسلام کے احکام پر عمل کر رہا ہوں اگرچہ سارے نہیں۔ اس جلسہ میں میں نے اسلام دیکھا ہے۔ آپ میں اور دوسرے مسلمانوں میں واضح فرق خلافت ہے جس کی وجہ سے آپ متحد ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو چاہیے کہ بغیر کسی احساسِ کمتری کے لوگوں کو اسلام کا تعارف کروائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بتانا چاہیے۔ ہر موقع سے فائدہ اٹھا کر تبلیغ کرنی چاہیے۔

> ترقی کرنے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں تو تبھی کامیاب ہوتی ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 15؍ستمبر 2023ء

محترمہ سیدہ امۃ القدوس صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ذکرِ خیر

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15؍ستمبر 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو انسان بھی اس دنیا میں آیا اس نے ایک وقت گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کی صرف نیک یادیں ہوتی ہیں۔ جو نافع الناس ہوتے ہیں۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ ہوتے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ جو خلافتِ احمدیہ سے حقیقی وفا رکھنے والے ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہر وقت کوشش کرنے والے ہوتے ہیں اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے لوگ صرف تعریفی کلمات ہی کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق ایسے لوگ جنتی ہوتے ہیں۔ اس وقت میں ایک ایسے ہی وجود کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ یہ ذکر ہے محترمہ امۃ القدوس صاحبہ کا جو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ یہ رہتی تو قادیان میں تھیں لیکن کچھ عرصہ سے اپنی بیٹیوں کے پاس ربوہ میں تھیں جہاں 96 سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1/9 حصہ کی موصیہ تھیں۔ 1951ء کے جلسہ کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ساتھ ان کا نکاح پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا۔ شادی کے بعد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اپنی اہلیہ کے کاغذات تیار کروا رہے تھے تا کہ ان کو اپنے ساتھ قادیان لے جائیں۔ اس وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے فرمایا کہ کاغذات بنتے رہیں گے۔ آپ کا فوراً واپس جانا ضروری ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا کوئی شخص قادیان میں موجود نہ ہو اور قربانی نہ کرے تو باقی لوگوں کس طرح قربانی دیں گے۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنے خاوند کو رخصت کیا۔ پس دونوں میاں بیوی نے اس ضمن میں قربانی دی اور دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ذکر آتا ہے کہ آپ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو چھوڑنے کے لئے لاہور ایئر پورٹ پر آئے اور جب تک جہاز آنکھوں سے اوجھل نہ ہو گیا مسلسل دعائیں کرتے رہے۔ ایک سال بعد صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ قادیان گئیں۔ وہاں آپ نے درویشان کے خاندانوں کی خواتین کے ساتھ مل کر بہت کام کیا۔

لندن ہجرت کے بعد پہلے خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعتی مراکز کے لئے تحریک فرمائی۔ تو اس وقت صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ صدر لجنہ بھارت تھیں۔ آپ نے رپورٹ میں لکھا کہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے حضور کی تحریک پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور جو نقدی اور زیور موجود تھا اس کو پیش کیا ہے۔ آپ نے اپنا بھی سارا زیور پیش کیا۔ آپ نے 46 سال جماعت کی خدمت فرمائی۔

آپ کی بیٹیوں نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آخری عمر میں نظر چلی گئی تھی اور شنوائی بھی نہ رہی تھی۔ لیکن ہمیشہ خوشی اور شکر کے ساتھ زندگی بسر کی۔ جب بھی حال پوچھا گیا تو الحمد للہ کہتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے کوئی بھی تحریک ہوتی تو قادیان میں سب سے پہلے چندہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور ان کی اہلیہ کی طرف سے آتا۔ قادیان میں ہر شخص کی مدد کرنے والی تھیں۔ بچوں کو نصیحت فرماتی تھیں کہ نماز اوّل وقت میں ادا کیا کرو کیونکہ سب سے پہلا حساب نماز کے متعلق لیا جائے گا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بے شمار نیک خصائل کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

جنازہ حاضر مکرم محمد ارشد احمدی صاحب یوکے

آپ گزشتہ دنوں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اہلیہ کے علاوہ لواحقین میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ مرحوم کا جماعت سے بڑا پختہ تعلق تھا۔ بیس سال سے زائد جماعت

برطانیہ میں نیشنل سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ بڑے علم دوست انسان تھے۔مرحوم قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، خوش گفتار، خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

جنازہ غائب مکرم احمد جمال صاحب، یو ایس اے

آپ افریقن امریکن تھے اور امریکہ میں رہتے تھے۔مرحوم کی 92سال کی عمر میں گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 1951ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بڑے عاجز اور مخلص احمدی تھے۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ بڑا وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ چندوں اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے۔ ان کی ایک بیٹی ہے لیکن وہ جماعت سے منسلک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی دعائیں جو انہوں نے اپنی بیٹی کے لیے کی ہیں انہیں قبول فرمائے اور وہ بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائے۔ آمین

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کے نماز جنازہ غائب کے ساتھ مذکورہ مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 22/ستمبر 2023ء

جنگِ بدر کے بعض دیگر واقعات اور نَضر بن حارِث اور عُقبَہ بن اَبی مُعَیط کے قتل کے معاملہ پر سیر حاصل بحث

والدین خود بھی اور بچوں کو بھی پیشگوئیاں دکھائیں کہ کس طرح یہ اسلام کی سچائی پر دلیل ہیں۔ ہماری تنظیموں کو بھی اس بارے میں علم دینا چاہیے۔

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22/ستمبر 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کہ کچھ عرصہ پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے غزوۂ بدر کے دوران ہونے والے واقعات بیان کیے تھے۔ آج بدر کے حوالہ سے ہی کچھ متعلقہ باتیں اور واقعات پیش کروں گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تین روز تک میدانِ بدر میں مقیم رہے۔ میدانِ بدر سے ہی آپؐ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کی جانب بدر کی فتح کی خوشخبری کا پیغام دیتے ہوئے بھیجا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔ اس قافلہ کے ساتھ کفارِ مکہ کے 70 قیدی بھی شامل تھے۔

تاریخ کی کتب میں مذکور ہے کہ راستے میں ہی ان میں سے دو قیدیوں کو ان کے سنگین جنگی جرائم کی وجہ سے اس وقت کے دستور کے مطابق قتل کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس بات پر سب تاریخ دانوں کا اتفاق نہیں ہے، مختلف روایات ہیں۔ حتمی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ واقعی ان دو قیدیوں کو قتل کیا گیا تھا یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا صحیح ہے۔

ان روایات کا ذکر کرتے ہوئے قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ یہ امر یقینی ہے کہ اسلام میں صرف دشمن ہونے اور جنگ میں خلاف حصہ لینے کی وجہ سے قیدیوں کے قتل کرنے کا دستور نہیں تھا۔ اور اس بارہ میں بعد میں ایک معین حکم بھی قرآن کریم میں جاری ہوا۔ غزوہ بدر میں مشرکین کے بڑے بڑے سرداروں سمیت 70 کفار مسلمانوں کے ہاتھ مارے گئے اور 70 ہی قیدی ہوئے۔

مشرکین کے قیدی جنہوں نے جنگِ بدر کے بعد اسلام قبول کیا ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام آنحضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسیرانِ بدر سے بہت حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ ان قیدیوں میں سے کچھ خوش نصیب ایسے بھی تھے جو اسلام کی تعلیم اور صحابہ کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

بدر کی جنگ کے ساتھ ایک تعلق رومی سلطنت کی فتح کا بھی ہے۔ نبوت کے پانچویں سال میں سورہ روم نازل ہوئی جس میں رومی سلطنت کے غلبہ کی بابت پیشگوئی کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ابتدائی آیات مکہ میں نازل فرمائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے اطراف میں ان آیات کو پڑھتے ہوئے اعلان کرنے لگے کہ:

الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۞ فِيۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَ ۞ فِيۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ

(سورۃ الروم 2:30-5) .

یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اہل روم مغلوب کیے گئے۔ قریب کی زمین میں۔ اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر ضرور غالب آجائیں گے۔ تین سے نو سال کے عرصہ تک۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جب اہل فارس اور اہل روم کے درمیان جنگ ہوئی تو مسلمان اہل روم کی فتح کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے۔ جب کہ کفار قریش اہل فارس کی فتح کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ مجوسی تھے۔

اس بات کا ذکر جب آنحضور ﷺ کے سامنے ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل روم ضرور غالب آجائیں گے۔ اس بات کا ذکر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کفار مکہ کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا ہمارے ساتھ شرط طے کر لو کہ اگر ہم غالب آ گئے تو ہمارے لئے یہ اور یہ ہو گا اور اگر تم غالب آ گئے تو تمہارے لئے یہ اور یہ ہو گا اور اس شرط کی مدت پانچ سال رکھی۔ تاریخ کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ روم کے فارس پر غلبہ کے دن مومن خوش ہوئے اور یہ خبر انہیں بدر کے دن ملی۔ جب جبرائیل مشرکین کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی خوشخبری لے کر نازل ہوئے تھے۔ حضورِ انور نے قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی اور اس کے پورا ہونے کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

نوجوان بچوں کو تاریخ اسلام سے روشناس کرائیں

حضور نے فرمایا کہ بعض نوجوان اور بچے پوچھتے ہیں، خطوط بھی لکھتے ہیں کہ کس طرح ہمیں پتہ چلے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور آنحضرت ﷺ ہی سچے نبی ہیں۔ یہاں کے ماحول نے ان پر یہ اثر ڈال دیا ہے کہ انہیں اسلام کی سچائی کے بارہ میں شک پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ انہیں اس تاریخ اور اس پر غیروں کے اظہار سے یقین کر لینا چاہیئے اور پھر اس زمانہ کے بارہ میں جو پیشگوئیاں قرآن میں ہیں ان پر بھی غور کرنا چاہیے۔ والدین خود بھی قرآن کریم پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی یہ پیشگوئیاں دکھائیں کہ کس طرح یہ اسلام کی سچائی پر ایک دلیل ہیں۔ اسلام کی سچائی کے ثبوت تو ہزاروں ہیں۔ پس اپنے علم کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ والدین کو بھی اور نوجوانوں کو بھی۔ اور ہماری ذیلی تنظیموں کو اس بارہ میں بھی علم دینا چاہیئے۔

نماز جنازہ غائب

آخر میں حضورِ انور نے ایک نماز جنازہ غائب کا اعلان فرمایا جو کہ مکرم فراس علی عبد الواحد صاحب آف یو کے کا تھا۔ حضور نے ان کے بعض اوصاف کا ذکر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اہلیہ اور بچی کا بھی کفیل ہو۔ آمین!

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ ستمبر 2023ء

عمیر بن وہب کا قبولِ اسلام

بدر کے بعد بعض لوگ مسلمان ہوئے مگر وہ منافقانہ رنگ رکھتے تھے۔ ان میں عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد شوال دو ہجری میں خدا تعالیٰ کے حکم پر مسلمانوں کی پہلی عید الفطر منائی

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29/ ستمبر 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز نے فرمایا:

غزوہ بدر کے بعد کے حالات کا ذکر جاری رکھتے ہوئے حضورِ انور نے وہب بن عمیر کا ذکر کیا جو غزوہ بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔صفوان بن امیہ نے عمیر کے بچوں کی کفالت لی کہ وہ مدینہ جاکر آنحضرت ﷺ کو قتل کر دے۔ وہ آپؐ کے قتل کی تیاری کر کے زہر آلود تلوار لئے مسجد نبوی چلا آیا، جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس اندر لے گئے۔ اس نے اپنے قیدی بیٹے پر آسانی کی درخواست کی آنحضرت ﷺ نے پوچھا صحیح بتاؤ کہ تم کس نیت سے آئے ہو اس نے پھر وہی جواب دیا لیکن آنحضرت ﷺ نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر عمیر اور صفوان کی ساری گفتگو کا ذکر کیا جس پر عمیر نے گواہی دے کر اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر مکہ کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کی اجازت لے کر مکہ چلا گیا۔

مکہ میں صفوان کو پتا چلا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں تو اس نے قسم کھائی کہ وہ ان سے بات نہیں کرے گا۔ عمیر اپنے گھر گئے اور اپنے گھر والوں کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی پھر وہ صفوان کے پاس گئے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن صفوان نے کوئی جواب نہ دیا۔

غزوہ بدر کے بعد ایمان لانے والوں میں کچھ منافقین بھی تھے، عبداللہ بن ابی بن سلول بھی انہی میں سے تھا جس نے بغض اور کینہ کی وجہ سے اسلام قبول کیا، اسلام کے مدینہ آنے سے اس کی سرداری چھینی گئی تھی۔

غزوہ بدر کے کچھ روز بعد بنو سلیم اور بنو غطفان کے لوگ مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے، معلوم پڑنے پر آنحضرت ﷺ 300 کے قریب صحابہ کرام کو لے کر ان کی طرف چلے، جب دشمن کو اسلامی لشکر کا پتا چلا تو وہ بھاگ کر پہاڑوں پر چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک دستہ کو بالائی علاقہ کی طرف بھیجا اور خود وادی کی طرف چلے گئے۔ وہاں جنگ کے لئے لائے گئے اونٹوں کو حراست میں لے لیا۔ تین راتیں وہاں قیام کیا لیکن کسی کو جنگ کی ہمت نہ ہوئی۔ اونٹوں کے چرواہے کو آزاد کر دیا گیا جو بعد میں مسلمان ہوگیا۔

عید الفطر کی پہلی نماز

رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد رمضان کے آخر پر خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر آنحضرت ﷺ نے صدقۃ الفطر کی تحریک کی تا یتامیٰ اور غرباء میں تقسیم کیا جاسکے۔ اور عید کی خوشی کے موقع پر نماز کی ادائیگی کی تحریک فرمائی۔ دراصل اسلام نے تمام بڑی اجتماعی عبادتوں کے اختتام پر عیدیں رکھی ہیں چنانچہ، نمازوں کی عید جمعہ ہے، روزوں کی عید عید الفطر ہے حج کی عید عید الاضحیٰ ہے۔ اسلام میں انسان کے ہر امر کو خدا تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔

عصماء بنت مروان کے قتل کی مختلف روایات بیان کیں۔ حضرت عمیر بن عدی جو قبیلہ بنو خطمی سے پہلے مسلمان تھے، ان کی نظر کمزور تھی ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے عصماء کو قتل کیا۔ اس روایت کے درست ہونے پر کئی سوال اُٹھتے ہیں، روایات میں بھی اختلافات ہیں، اور من گھڑت کہانیوں کے علاوہ کچھ نہیں۔ دوسرا واقعہ بھی اسی طرح من گھڑت معلوم ہوتا ہے جو ان شاءاللہ آئندہ بیان ہو گا۔ (بشکریہ شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا)

عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے

ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بہ ماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے ... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بہ ماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 83)

شہدائے بورکینافاسو۔ احمدیت کے درخشندہ ستارے

مکرم رانا نجیب اللہ ایاز صاحب مربی سلسلہ، سیکرٹری محترم امیر صاحب کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کے پینتالیسویں جلسہ سالانہ کے موقع پر بروز اتوار مورخہ 16 جولائی 2023ء کے چوتھے اور آخری اجلاس کی صدارت مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ انٹرنیشنل سینٹر مسس ساگا میں اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم رانا نجیب اللہ ایاز صاحب مربی سلسلہ نے ”شہدائے بورکینا فاسو: احمدیت کے درخشندہ ستارے“ کے موضوع پر کی۔ آپ نے قرآن مجید میں شہید کے اعلیٰ مقام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی بے مثال صدق وصفا اور دورِ آخر کی لرزہ خیز اور درد انگیز قربانیوں کا ذکر کیا۔ نیز ہمیں ان روح فرسا قربانیوں کے پیش نظر اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلائی۔ ان دلگداز اور ایمان افروز واقعات کو افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ 2:154-155)

حاضرین کرام! مجھے آج آپ کے سامنے ارضِ افریقہ کے جن بطل جلیل فرزندوں کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، وہ دینِ اسلام کے ہفت افلاک میں پھیلی ان کہکشاؤں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہیں جنہیں ہر دور میں محبت اور وفا کے پرستار اپنی قربانیوں اور عشق و وفا کی عظیم داستانوں سے مزین کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ وہ زندہ وجود ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کے بدلے ہمیشگی اور دائمی زندگی حاصل کی اور اپنے بعد آنے والوں کی سمت نمائی کے لئے چمکتے ہوئے ستارے بن گئے۔ میری مراد بورکینا فاسو کے ان 9 شہداءِ کرام سے ہے جنہوں نے شیروں کی طرح موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے عہد وفا کو پورا کیا اور خدائے واحد کی راہ میں اپنی جانوں کو ایک بےحقیقت شئے سمجھ کر قربان کر دیا اور ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے۔ انہوں نے اپنے خون سے اسلام احمدیت کی صداقت پر اپنی گواہی ثبت کی اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جن کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔

چنانچہ جو آیات خاکسار نے تلاوت کی ہیں وہ سورۃ البقرۃ کی آیات نمبر 154 اور 155 ہیں۔ ان کا ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ یہ ہے:

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

حاضرین کرام! ازل سے اہل ظلم و ہوس کا ایک ہی مطالبہ ہے جو وہ اہل ایمان سے کرتے ہیں کہ جس صداقت کو تم لوگوں نے پایا ہے وہ ہمارے عقائد اور مفادات کے منافی ہے اس لئے تم اس راہ کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہاری عزتیں نیلام کریں گے، تمہارے گھر بار لوٹ لیں گے، تمہارے خون سے ہولی کھیلیں گے اور تمہارے مردوں تک کی بےحرمتی کریں گے۔ اس کے مقابل پر اہلِ صدق و وفا کا جواب بھی ایک جیسا ہوتا ہے کہ تم بےشک ہمارے گھر بار اجاڑ دو، ہمیں ذلیل و رسوا کرو، ہمارے آباء، ہماری اولادوں کے دشمن ہو جاؤ، یا ہماری جان کے درپے ہو جاؤ لیکن ہم اللہ اور اس کے فرستادے سے کئے ہوئے عہد کو نہیں توڑیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں، یہی وہ صدق ووفا کے پیکر ہیں جو دینِ اسلام کی سربلندی اور خدائے واحد کی عظمت و جلال کے پرچم بلند کرنے کے لئے ہر دور میں اپنے خون سے کہکشائیں ترتیب دیتے رہے ہیں۔

اسلام کے دورِ اوّل میں پیش آنے والے واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو اخلاص و وفاداری کی بےنظیر داستانیں جگہ جگہ نظر آتی ہیں۔ اس کہکشاں کے پہلے زینہ پر حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ کی قربانی کی داستان رقم ہے۔ آلِ یاسر کی قربانی کو کون بھول سکتا ہے؟ جن کی تکالیف اور اذیتوں کو دیکھ کر خود رسول اللہ ﷺ پکار اٹھے تھے کہ ”صَبْرًا یَا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃ“ کہ آلِ یاسر صبر کرو۔ کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلہ میں تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔

حضرت سمیہؓ ابوجہل کی لونڈی تھیں۔ ابوجہل ان

کو سخت اذیتیں دیا کرتا تھا۔ اور سوال وہی تھا کہ دین اسلام سے پیچھے ہٹ جاؤ اور ایمان کی دولت کو ضائع کر دو ورنہ تمہیں کچل دیا جائے گا۔ لیکن بوڑھی سمیہؓ ہر ظلم کو برداشت کرتی چلی جاتیں۔ صرف آپؓ کو ہی نہیں بلکہ آپؓ کے بیٹے عمارؓ کو اور آپؓ کے خاوند یاسرؓ پر بھی اذیتوں کے پہاڑ توڑے جاتے۔ لیکن جب ابوجہل نے دیکھا کہ ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں ہو رہی اور سمیہؓ محمد ﷺ سے اور اس کے لائے ہوئے دین سے پیچھے نہیں ہٹتی تو آگ بگولہ ہو کر ایک دن اس نے آپ رضی اللہ عنھا کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ دیا اور اس زور سے نیزہ ان کی اندام نہانی میں مارا کہ وہ جسم کے آر پار ہو گیا اور سمیہؓ تڑپتے ہوئے اپنے خالق کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اس طرح دین اسلام کے لئے سب سے پہلے جامِ شہادت نوش کرنے والی حضرت سمیہؓ تھیں۔

(اسد الغابہ۔ جلد 2، صفحہ 308)

آپؓ کے خاوند حضرت یاسرؓ جو کہ ناتواں تھے وہ بھی اذیتوں کی تاب نہیں لا سکے اور کچھ دنوں بعد شہید ہو گئے۔

اسی کہکشاں کے اگلے مقام پر سیدنا حضرت بلالِ حبشی کی احد احد کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ آپؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ وہ کبھی آپؓ کو تپتے صحرا میں گرم ریت پر لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا تو کبھی آپؓ کے چہرے پر اس قدر ضربیں لگاتا کہ آپؓ بے ہوش ہو جاتے۔ مطالبہ وہی تھا کہ دینِ محمد ﷺ کی تکذیب کرو ورنہ تمہیں جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ لیکن امیہ کو کبھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی بلکہ اسکے برعکس مکہ کی فضائیں صدق و وفا کے پیکر سید نا بلالؓ کی احد احد کی صداؤں سے گونجتی رہیں۔

یہاں سے آگے بڑھیں تو حضرت خبیب بن عدیؓ کا قصہ سامنے آتا ہے۔ سریہ رجیع میں پکڑے جانے کے بعد آپؓ کو مکہ لایا گیا۔ جب آپؓ کو مقتل میں لا کر سولی پر چڑھایا گیا تو ایک سخت دل نے آپ کے جگر کو چھیدا، اور کہا کہ اگر تم اسلام چھوڑ دو، تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا۔ سید نا خبیبؓ چاہتے تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنی جان بچا سکتے تھے۔ لیکن ایسا کیونکر ہوتا، کیونکہ آپؓ تو اس گروہِ عاشقان میں سے تھے جن کے لئے صدق، وفا اور ایمانداری ماتھے کا جھومر ہوتا ہے۔ اور وہ راہِ حق میں اپنی جان کو حقیر کاغذ کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ آپؓ نے ان کے اس سوال پر بڑی متانت سے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر تمام دنیا کی سلطنت بھی میرے سامنے پیش کر دو، تب بھی میں اسلام نہیں چھوڑ سکتا۔ مشرکین باری باری نیزوں سے سولی پر چڑھے خبیبؓ کے جسم کو چھیدتے جاتے، اور یہی مطالبہ کرتے جاتے۔ لیکن خبیبؓ جب تک ہوش میں رہے انہیں یہی جواب دیتے رہے کہ جس چیز کا انکار کرنے کے لئے تم مجھے کہتے ہو وہ مجھے میری جان سے بھی زیادہ مجھے عزیز ہے۔ اور اسی طرح آپؓ نے اپنی جان، جان آفرین کی سپرد کر دی۔

(طبری، ابن ہشام۔ جلد 2، رحمۃ للعالمین۔ جلد 1)

اسی کہکشاں میں ایک مقام حضرت حبیب بن زید مازنی انصاریؓ کا بھی ہے۔ آپؓ کو رسول اکرمؐ نے مسیلمہ کذاب کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ اس نامراد نے آپؓ کو قید کر لیا اور آپؓ سے کہا کہ اگر تم گواہی دے دیدو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ مسیلمہ کے اس سوال کے جواب میں حضرت حبیبؓ انکار کر دیتے تھے۔ لیکن جب وہ یہ پوچھتا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپؓ کہتے ہاں۔ مسیلمہ کذاب نے خفا ہو کر جلادوں کو حکم دیا، کہ اس کا ایک ایک جوڑ کاٹتے جاؤ، اور ہر ایک جوڑ پر میری رسالت کا اقرار کراؤ۔ اگر یہ میری رسالت کی گواہی دے دے، تو اسے چھوڑ دو، اور اگر محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دے، تو اس کے جسم کی بوٹی بوٹی کر دو۔ چنانچہ وہ جلاد اپنی بات کہتے رہے اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے رہے۔ روایات میں آیا ہے کہ آخر ان کے جسم مبارک کے متعدد ٹکڑے کر دیے گئے، لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی پر آخر دم تک نہایت استقلال و استقامت کے ساتھ قائم رہے۔

(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب)

اسی کہکشاں میں حضرت صہیبؓ، حضرت ابو فکیہؓ، حضرت خبابؓ، حضرت حرام بن ملحانؓ، حضرت زید بن دثنہؓ حضرت امام حسینؓ اور کئی سرفروش صحابہؓ کی داستانیں ستاروں کی مانند چمک رہی ہیں۔ مجھے یہاں سیّدنا خبیب بن عدیؓ کا یہ شعر یاد آتا ہے جو انہوں نے سرِ مقتل گنگنایا تھا، جو اس گروہِ عاشقان کا نمائندہ شعر ہے کہ:

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِ
وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

(صحیح بخاری: 7402، کتاب التوحید، باب مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللّٰهِ)

کہ اگر مَیں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے یہ پروا نہیں کہ مَیں اللہ کی خاطر کس کروٹ گرایا جاؤں گا۔ میرا مرنا اللہ کی ذات کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم کے کٹے ہوئے ٹکڑوں پر برکت نازل کرے گا۔

یہ تھا دورِ اوّل کے اہلِ صدق و وفا کا نمونہ۔ اہلِ ظلم و ستم نے ان سے وہی مطالبہ کیا تھا جو ازل سے وہ کرتے آ رہے ہیں ہے لیکن ان کو جواب بھی وہی ملا جو ازل سے اہلِ صدق و وفا کا رہا ہے۔ اور جب جب پیکر ان عہد و وفا کے خون سے ہولی کھیلی جاتی رہی تو نہ وہ ڈرتے اور نہ ان کے قدم لڑکھڑاتے۔ بلکہ وہ لوگ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے رہے۔ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ، فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ کہ

ربِّ کعبہ کی قسم ہم کامیاب گئے۔ ربِّ کعبہ کی قسم ہم اپنی مراد پا گئے۔ انہوں نے اپنے خون سے وہ کہکشائیں ترتیب دی ہیں جو رہتی دنیا تک قائم رہنے والی ہیں اور آئندہ آنے والوں کے لئے نمونہ ہیں۔

تاہم حضرات! مشیت خداوندی یہی تھی کہ دورِ آخر کو بھی دور اوّل کے ساتھ ملا دیا جائے اور آخرین بھی وہی نمونے دکھائیں جو اوّلین نے دکھائے تھے۔ اسی لئے قرآن کریم نے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

(سورۃ جمعہ 4:62)

کا مژدہ سنایا کہ آخرین میں بھی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہوگی اور ان میں بھی ایسے وجود ہوں گے جو اپنی قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوں گے کہ وہ بھی اسی کہکشاں کا حصہ بن جائیں گے جو صحابہؓ کے خون سے معطر اور مزین ہے۔

(صحیح بخاری: 7402، کتاب التوحید، باب مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ وَأَسَامِي اللهِ)

رسول کریم ﷺ نے جب آخرین کی جماعت کا ذکر فرمایا تو ان کو پہچاننے کے لئے جو نشانی بتائی وہ بھی یہی تھی مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

(جامع ترمذی: 2641، کتاب الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ)

کہ ان کا حال میرے اور میرے اصحاب کی طرح ہوگا۔ یعنی آخرین بھی انہیں راہوں پر چلیں گے جن پر اوّلین نے قدم مارے ہیں۔ پھر اوّلین اور آخرین کی غیر معمولی مشابہتوں کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں "مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ" (جامع ترمذی۔ باب الامثال، حدیث 2869) کہ میری امت کی مثال ایسی بارش کی سی ہے جس کے بارہ میں معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر بہتر ہے۔

چنانچہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق قادیان کی معمولی سی بستی میں رہنے والے حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ سے خبر پا کر یہ نعرہ بلند کرتے ہیں "قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ" کہ تو ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اول المؤمنین ہوں۔ پھر آپؑ نے خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ اعلان کیا کہ جس امام مہدی کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ وعدہ میرے وجود میں پورا ہو گیا ہے اور مجھے ہی رسول پاک ﷺ کی نیابت میں مثیل مسیحؑ کا منصب عطا فرمایا گیا ہے۔

آپؑ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ اہلِ صدق وصفا گروہ در گروہ آپؑ کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔ انہیں میں ایک نام شیخ عجم صاحبزادہ سیّد عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی تھا جو سرزمین افغانستان کے باشندے تھے۔ آپؓ کو اپنے ایک شاگرد حضرت مولوی عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچا تھا۔ جنہیں آپؓ سے پہلے افغانستان میں شہید کر دیا گیا تھا۔ آپؓ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور آپؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف پایا۔

جب آپؓ نے اپنے وطن واپس جا کر تبلیغ احمدیت کا مقدس فریضہ سرانجام دینا شروع کیا تو امیر حبیب اللہ خان نے آپؓ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ افغانستان کے علماء نے آپ کے ساتھ مباحثہ کیا جس کے بعد آپؓ پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے آپؓ کو رجم کی سزا سنائی گئی۔ امیر حبیب اللہ خان نے کئی مرتبہ صاحبزادہ صاحب کو توبہ کرنے کا کہا بلکہ بڑے وعدے کئے کہ آپؓ کو معاف کر دیا جائے گا اور بحال کر دیا جائے گا۔ لیکن صاحبزادہ صاحب جو اس عظیم گروہ صدق وصفا سے تعلق رکھتے تھے جو ایمان کے لئے اپنا سر کٹوانے سے بھی گریز نہیں کرتے وہ کہاں ان باتوں پر راضی ہوتے۔ لہذا جب متعدد مرتبہ صاحبزادہ صاحب نے ان کی بات کا انکار کیا تو امیر کے حکم پر آپؓ کے ناک میں ایک رسی ڈالی گئی اور گھسیٹ کر شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے جایا گیا۔ اور انہیں کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔

یہاں پھر امیر نے صاحبزادہ صاحب کو کہا کہ اگر تو اب بھی مرزا غلام احمد قادیانیؑ کا انکار کر دے تو میں تمہیں بچا لوں گا۔ اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر اور میری بات مان لے۔ یہاں بھی موقع تھا کہ صاحبزادہ صاحب اس کی بات مان لیتے اور اپنی جان بخشی کروا لیتے۔ آخر آپؓ کی بھی بیوی تھی، بچے تھے، بھائی بہن تھے، عزیز رشتہ دار تھے۔ آپؓ چاہتے تو ایک کلمہ انکار کا منہ سے نکال کر اس سارے عذاب سے بچ سکتے تھے۔ لیکن آپؓ نے ایسا نہیں کیا بلکہ بڑے جلال سے فرمایا:

"سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 59)

اس کے بعد ان ظالموں نے آپؓ پر پتھروں کی بارش برسائی۔ اور آپؓ حمد و مناجات کرتے ہوئے اپنے معشوق کے حضور حاضر ہو گئے۔

اس طرح دورِ آخرین میں نئی کہکشاں کا آغاز حضرت مولوی عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر سید الشہداء حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ہوتا ہے۔ آپ گو کہ آخرین میں سے تھے لیکن آپ نے ایک ہی لمحہ میں ایسی اڑان بھری کہ یک لخت اولین کے ساتھ جا ملے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشت پُر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

یعنی کوچہ محبوب تک لاکھوں کوس کا فاصلہ ہوتا ہے اور اس کے اندر کانٹے دار جنگل اور سو بلائیں ہوتی ہیں لیکن اس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ کہ اس نے اس بیاباں کو ایک ہی قدم میں طے کرلیا۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 59)

آپؑ نے فرمایا (صاحبزادہ سید عبد اللطیفؓ) وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے نکل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو سید الشہداء کے لقب سے نوازا گیا اور آپ جماعت کے لئے ایک نمونہ قرار پائے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اے عبد اللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 60)

لیکن حضرات! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ یقین بھی ساتھ ہی دے دیا گیا تھا کہ جماعت میں آئندہ بھی صاحبزادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح رکھنے والے وجود پیدا ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

”خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 75-76)

چنانچہ جس کہکشاں کی ابتداء صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی سے ہوئی، گزشتہ 120/ سالوں میں اس میں کئی صد ستارے پروئے جا چکے ہیں۔ اسی کہکشاں میں حاجی میراں بخشؓ، ڈاکٹر میجر محمود احمدؓ، ڈاکٹر مظفر احمد آف یو ایس اے، مرزا غلام قادر، چوہدری افتخار احمد آف گھٹیالیاں، ڈاکٹر عبد المنان صدیقی، سید طالع اور کئی ستارے شامل ہیں۔ لاہور میں ایک دن میں 86/ احمدیوں کے لہو سے سرزمین لاہور کو رنگا جاتا ہے۔ ماسٹر عبد القدوس کو زیر حراست مار مار کر بے وفائی کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ ظالم اس کے جسم کے ایک ایک حصہ کو توڑ ڈالتے ہیں لیکن اس کے عزم، ہمت اور سچائی پر قائم رہنے کی جستجو کو نہیں توڑ سکے۔ اس کہکشاں کو مزین کرنے میں دنیا کے کونے کونے میں احمدیوں نے اپنی جان کے نذرانے پیش کئے ہیں۔ انڈونیشیا میں سر عام پولیس کی نگرانی میں دردناک طریقے سے احمدیوں کو شہید کیا گیا لیکن ایمان کی حفاظت کرنے والوں اور استقامت کے پتلوں نے اپنے جسم کا رواں رواں قربان کر دیا۔ لیکن ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ بنگلہ دیش، افریقہ، مشرق وسطیٰ، یورپ، امریکہ، غرض دنیا کا ہر کونہ احمدیوں کے خون سے رنگین ہے اور صدق و وفا کی رنگا رنگ داستانوں سے بھرا ہوا ہے۔ احمدی اپنے لہو سے آج بھی اس کہکشاں کو مزین کر رہے ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے صحابہ نے ترتیب دی تھی۔

تاہم حضرات! بورکینا فاسو میں پیش آنے والا واقعہ حیرت انگیز اور انتہائی عجیب، انوکھا، اور ”اپنی مثال آپ ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ جنوری 2023ء۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، 11 جون 2023ء)

بورکینا فاسو کے ایک دور دراز گاؤں ڈوری میں جہاں سڑک پر جانا بھی محال ہے، ایسا گمنام گاؤں کہ جس کے بارہ میں بورکینا فاسو کے رہنے والے بھی اچھی طرح نہیں جانتے ہوں گے۔ لیکن اس زمین و آسمان کا خالق انہیں خوب جانتا تھا کیونکہ ڈوری کے باسی اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کی ڈور سے بندھے ہوئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کے وجود سے دنیا میں نئی کہکشاں کی تخلیق کرے اور ان کے لہو سے ڈوری کے نام کو لوحِ محفوظ میں رقم کر کے امر کر دے سو ایسا ہی ہوا۔

حاضرین کرام! ڈوری میں باقاعدہ احمدیہ مشن کا قیام 1998ء میں ہوا تھا۔ جس کے بعد تماشق قبیلے کے بہت سے گاؤں احمدیت کے آغوش میں آئے تھے جن میں مہدی آباد کا گاؤں بھی شامل تھا۔ ڈوری میں شہید ہونے والے اکثر شہداء نے 1999ء میں بیعت کی تھی۔ یہ وہی سال ہے جس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں سید الشہداء صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر کر کے نہایت یقین سے پُر لہجہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو ایک پیغام دیا تھا:

”جماعت کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کو میں کامل یقین سے یہ پیغام دے سکتا ہوں۔ اے ہمارے آقا! تیرے بعد تیری جماعت انہی رستوں پر چلی ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ چلتی رہے گی جو رستے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید نے ہمارے لئے بنائے تھے گو ان سے نسبت کوئی نہیں مگر غلامانہ ہم انہی راہوں پر چل رہے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 1999ء۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، 11 جون 2023ء)

ایسا لگتا ہے کہ حضورؒ کے منہ سے ان الفاظ کا ادا ہونا تھا کہ خدا تعالیٰ نے حضور کی اس بات کو پورا کرنے کے لئے اسی سال 1999ء میں سرفروشوں کے اس گروہ کو اسلام احمدیت کی طرف مائل کر دیا۔ چنانچہ امام ابراہیم بدیگا صاحب سمیت 9/ میں سے کُل 6/ شہداء کی بیعت 1999ء کی ہے۔ گویا ڈوری کی سرزمین پر اس عظیم الشان واقعہ کے خدّو خال 1999ء میں ہی نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یہ وہ نمک تھا جو اللہ تعالیٰ نے ارضِ بلال کے ان عظیم سپوتوں کے دلوں پر چھڑکا تھا۔ یہ ان ستاروں

کی پیدائش کی گھڑی تھی جنہوں نے آگے چل کر آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے بننا تھا اور اس کہکشاں کا حصہ ہونا تھا جسے دور اوّل میں صحابہ نے سجایا تھا۔

اور ایسا ہی ہوا۔ 11/ جنوری 2023ء کی رات کو آسمان نے ایک عجیب نظارہ دیکھا، آج معلوم ہوتا تھا کہ ڈوری کے مقیموں میں سمیہؓ، یاسرؓ، خبیبؓ، حبیبؓ، حرام بن ملحانؓ، بلالِ حبشی امام حسینؓ اور عبد اللطیفؓ کی روحیں جاگزیں ہو چکی ہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے آسمان اسلام کے یہ درخشندہ ستارے آج ڈوری میں اتر آئے ہیں۔ اور مہدی آباد کے سرفروش احمدیوں کے سینوں کو منور کر رہے ہیں۔

حضرات! سوچیئے کہ مہدی آباد کے احمدیوں پر گیارہ جنوری کی رات کیسی کٹھن اور دہشت ناک ہو گی؟ ان پر وہ ڈیڑھ دو گھنٹے کیسی اذیت کے گزرے ہوں گے؟ چشم تصور سے ذرا اس واقعہ کے حالات و تفصیلات میں جا کر دیکھیے اور سوچیئے کہ اگر ہم وہاں ہوتے تو ہم کیا کرتے؟

عشاء کا وقت ہے۔ کچھ احمدی نماز کے لئے مسجد آئے ہوئے ہیں۔ ایک طرف سے آٹھ مسلح افراد مسجد میں دھمک پڑتے ہیں اور اعلان کرواتے ہیں کہ سب مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔ ان کے اس اعلان پر احمدی مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں اور بچوں نوجوانوں، بزرگوں اور خواتین سمیت ساٹھ سے ستّر افراد مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ مسلح افراد کہتے ہیں کہ یہاں کا امام مسجد کون ہے؟ الحاج ابراہیم بدیگا (Bidiga) صاحب بتاتے ہیں کہ وہ امام مسجد ہیں تو یہ لوگ ان سے اور نائب امام آگ عمر آگ عبد الرحمٰن صاحب سے جماعتِ احمدیہ کے عقائد کے متعلق سوالات کرنے لگتے ہیں۔ شہداء کے زیادہ تر ناموں میں آگ (AG) کا لفظ آتا ہے۔ یہ تماشق زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''ابن'' کے ہیں۔

خیر جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو امام ابراہیم صاحب ان دہشتگردوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں نماز پڑھ لینے دیں لیکن وہ نام نہاد مسلمان مسلح افراد جو ان احمدیوں کے ایمان کا جائزہ لینے آئے ہوئے تھے وہ نماز ایسے مقدس فریضے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

بہر حال سوال و جواب ہو رہے ہیں، امام صاحب ان کے سوالات کے جوابات بڑی تسلی اور بہادری سے دے رہے ہیں۔ انہیں بتا رہے ہیں کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں۔ حیات مسیح وغیرہ کے سوالات کے بعد وہ مسلح افراد پوچھتے ہیں کہ امام مہدی کون ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام امام مہدی اور مسیح موعود کے طور پر آئے ہیں۔ جب انہوں نے یہ سنا تو کہنے لگے احمدی مسلمان نہیں بلکہ پکے کافر ہیں۔

اس کے بعد وہ لوگ امام صاحب کو مسجد کے ساتھ ملحق احمدیہ سلائی سینٹر میں لے جاتے ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر خلفاء کی تصاویر لگی ہوئی ہیں۔ وہ تصاویر لے کر امام صاحب کے ساتھ واپس مسجد میں آتے ہیں اور پھر ان تصاویر کے بارہ میں امام صاحب سے سوالات کرتے ہیں۔ امام صاحب انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کے نام بتاتے ہیں اور ایک ایک تصویر کا تعارف کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور امام مہدی اور مسیح موعود کے آئے ہیں۔ اس پر وہ مسلح افراد بھڑک اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ مرزا غلام احمد کا نبوت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

حاضرین کرام! یہاں ذرا ٹھہر کر سوچیئے کہ اگر کوئی بندوقیں تانیں ہم سے ہمارے ایمان کے بارہ میں سوالات کرے اور ہمیں معلوم ہو کہ اگر ہم ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملائیں گے یا ان کی پسند کے جوابات نہیں دیں گے تو ہماری جان بھی جا سکتی ہے، تو ہمارا ردّ عمل کیا ہو گا؟ کیا ہماری پیشانیاں پسینے سے شرابور نہیں ہونگی؟ کیا ہماری ٹانگیں نہیں کانپیں گی؟ کیا ہم ڈٹ کر اپنے اعتقادات کا دفاع کر سکیں گے؟ کیا ہم اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو سکیں گے؟

اب دہشت گرد مسجد میں موجود نمازیوں میں سے بچوں، نوجوانوں اور بزرگوں کے الگ الگ گروپ بنا رہے ہیں۔ عمر کے لحاظ سے گروپس بنانے کے بعد دہشت گرد بڑی عمر کے افراد سے کہتے ہیں کہ وہ مسجد کے صحن میں آ جائیں۔ اس وقت کل دس انصار مسجد میں موجود تھے جن میں سے ایک معذور بھی تھے۔ لیکن وہ معذور دوست بھی باقی انصار بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہو کر باہر جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حاضرین کرام! غور فرمائیں۔ اب یہ صاف نظر آرہا تھا کہ جن کو باہر بلایا جا رہا ہے وہ ضرور مارے جائیں گے۔ لیکن یہ معذور احمدی جو ٹھیک طرح سے کھڑا بھی نہیں ہو سکتے تھے، وہ بھی کھڑے ہو کر باہر جانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں میری معذوری، مجھے شہادت کا مقام حاصل کرنے سے نہ روک دے۔ یہ تھا ان سرفروشوں کا جذبہ۔ بہر حال وہ لوگ اس معذور ناصر کو یہ کہہ کر بٹھا دیتے ہیں کہ تم کسی کام کے نہیں، بیٹھے رہو۔ باقی 9 احمدی انصار کو لے کر وہ صحن میں چلے جاتے ہیں۔

حضرات! یہاں سے آگے کا ماجرا ایسا عظیم الشان ہے کہ اس کی مثال تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بالکل برحق فرمایا کہ:

> ''برکینا فاسو میں عشق و وفا اور اخلاص اور ایمان اور یقین سے پُر افرادِ جماعت نے جو نمونہ مجموعی طور پر دکھایا ہے وہ حیرت انگیز ہے، اپنی مثال آپ ہے۔''
>
> (خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2023ء۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 11 جون 2023ء)

اب یہ دہشت گرد ان 9 سرفروشوں کو لے کر مسجد کے صحن میں پہنچ چکے ہیں۔ صحن میں کھڑا کر کے یہ امام ابراہیم بدیگا صاحب سے کہتے ہیں کہ اگر وہ اب بھی گے؟

احمدیت سے انکار کر دیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

حضرات ! ذرا تصور کریں کہ ، امام ابراہیم بدیگا صاحب، جن کی عمر 68/ سال ہے ، 2/ بیویاں ہیں ، 11/ بچے ہیں، پوتے ، پوتیاں، نواسے نواسیاں ہیں۔اپنے علاقے کے بہت معزز فرد ہیں ،عزت ہے ، اتنی عزت کہ مقامی معاملات میں اگر آپ فیصلہ کر دیتے تو لوگ اسے من وعن تسلیم کر لیتے۔اب انہیں بندوق کی نوک پر احمدیت چھوڑنے کے لئے کہا جا رہا ہے ۔ آپ چاہتے تو ایک کلمہ انکار کا نکال کر اپنی جان بخشی کروا سکتے تھے ۔ آخر آپ کے بھی بیوی بچے تھے ،عزت و مقام تھا، کئی خواب ہوں گے کئی امنگیں ہوں گی۔ کئی کام ہوں گے جو انہوں نے کرنے کی ٹھانی ہو گی۔سوال صرف ایک کلمہ انکار کا تھا۔ دہشت گرد بھی یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اپنی جان توسب کو پیاری ہوتی ہے ،جب موت سامنے کھڑی ہو گی تو یہ لوگ انکار کر دیں گے ۔لیکن اس کے جواب میں جو الفاظ امام الحاج ابراہیم بدیگا صاحب کی زبان سے ادا ہوئے ان کی بازگشت رہتی دنیا تک سنائی دے گی۔ یہ وہی جواب تھا جو سیّدنا خبیب بن عدیؓ نے کفارِ مکہ کو دیا تھا۔ یہ وہی جواب تھا جو حبیب بن زید مازنی انصاریؓ نے مسیلمہ کذاب کو دیا تھا۔ یہ وہی جواب تھا جو صاحبزادہ سید عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر کابل کو دیا تھا۔

امام صاحب نے ان سے جواباً کہا:

’’میرا سر قلم کرنا ہے تو کر دیں لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔جس صداقت کو میں نے پالیا ہے اس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں۔ ایمان کے مقابلے میں جان کی حیثیت کیا ہے۔‘‘

دہشت گردوں نے امام صاحب کی گردن پر بڑا چاقو رکھا اور ان کو لٹا کر ذبح کرنا چاہا۔لیکن امام صاحب کو ایسے جان دینا منظور نہیں تھا ۔آپ نے ان سے کہا کہ میں لیٹ کر مرنے کی نسبت کھڑے رہتے ہوئے جان دینا پسند کروں گا۔ اس پر انہوں نے امام صاحب کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا، وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جاں کی تو کوئی بات نہیں

یہاں مجھے امام صاحب کی بیٹی کا جذبہ اور اس کی جرأت یاد آتی ہے جو کہ اسی قدر قوی تر ہے جیسا کہ امام صاحب کا جذبہ ۔ چوہدری نعیم احمد صاحب ، مبلغ سلسلہ بورکینافاسو شہادتوں کے بعد مہدی آباد کے سفر کی تفصیلات لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک چودہ پندرہ سال کی بچی ملی:

’’جو کہہ رہی تھی ’ میں اپنے بابا کے پاس پہنچی، وہ دائیں پہلو پر گرے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا ان کو گولی سینے پر لگی تھی۔‘(یہ اس سے پوچھتے ہیں)’ آپ بابا کو دیکھ کر روئی نہیں!؟‘(وہ جواباً کہتی ہے)’نہیں! مجھے ہمارے بزرگوں نے کہا کہ شہید پر روتے نہیں ہیں۔ آپ کے بابا شہیدِ احمدیت تھے۔ کوئی نہیں روئے گا۔ پھر ہم میں سے کوئی نہیں رویا۔ میں بھی نہیں روئی۔ میرے بابا احمدیت پر قربان ہوئے۔ ان کو کہا گیا کہ احمدیت چھوڑ دیں لیکن بابا نے کہا میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ مجھے مرنا قبول ہے۔‘

وہ کہتے ہیں : ’’معصوم اور مضبوط اعصاب کی بچی۔ اتنی مضبوط کہ بہادری کے بڑے بڑے دعویداروں کے کلیجے اُس کے مقابل شرماتے ہوں گے۔ ہاں! بہت بلند۔ بلند و بانگ دعوے کرنے والے مردوں کو ٹوٹتے اور مصیبت کے وقت بکھرتے دیکھا ہے۔ لیکن اس بچی کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔کون ہے یہ بچی؟ یہ چودہ پندرہ سالہ عائشہ ابراہیم ہے۔ امام ابراہیم بدیگا صاحب کی بیٹی۔ واقعی اس نے ثابت کر دیا کہ وہ ایک قوی، پہاڑوں جیسا ایمان رکھنے والے، احمدیت کے ستارے اورعظیم شہید کی عظیم بیٹی ہے۔ سلام اے احمدیت کی بیٹی! تیری جرأت کو سلام!‘‘

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7 فروری 2023ء، شہادتوں کے بعد مہدی آباد کا پہلا سفر، صفحہ 7-6)

امام صاحب کو بے دردی کے ساتھ شہید کرنے کے بعد دہشت گردوں نے خیال کیا کہ باقی لوگ خوفزدہ ہو کر اپنے ایمان سے پھر جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اگلے احمدی بزرگ الحسن آگمالی ایئل صاحب سے سے کہا کہ احمدیت سے انکار کرنا ہے یا تمہارا ابھی وہی حشر کریں جو تمہارے امام کا کیا ہے؟

اس 71 سالہ بزرگ نے بڑی دلیری سے اور بہادری سے کہا کہ:

’’احمدیت سے انکار ممکن نہیں۔جس راہ پر چل کر ہمارے امام نے جان دی ہے ہم بھی اسی راہ پر چلیں گے۔‘‘

اس پر انہیں بھی سر میں گولیاں مار کر شہید کر دیا گیا۔

اس کے بعد باری باری پیچھے رہ جانے والے افراد سے بھی یہی مطالبہ کیا گیا کہ امام مہدی کا انکار کر دیں اور احمدیت چھوڑ دیں تو انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور زندہ چھوڑ دیا جائے گا۔لیکن ہر ایک احمدی بزرگ نے پہاڑوں جیسی استقامت کا مظاہرہ کیا اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ کہتے گئے کہ جس راہ حق پر چل کر امام ابراہیم بدیگا صاحب قربان ہوئے ہیں ہم بھی اسی راہ پر چلیں گے ۔ اس طرح ایک کے بعد ایک الحسن آگمالی ایئل ، پھر حسین آگمالی ایئل (یہ الحسن صاحب کے جڑواں بھائی تھے)، پھر حمیدو آگ عبد الرحمٰن ، پھر صلح آگ ابراہیم، پھر عثمان آگ سُودے، پھر آگ علی آگ ماگوئیل، پھر موسیٰ آگ ادراہی، ایک ایک کر کے رضائے یار میں سر پیش کرتے چلے گئے۔

گولیاں ٹھنڈی ہوتی رہیں لیکن دشمن کسی کے منہ سے انکار کے الفاظ نکلوانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ کسی ایک نے بھی ذرا سی کمزوری نہ دکھائی اور نہ ہی احمدیت سے انکار کیا۔ ایک کے بعد ایک شہید گرتا رہا لیکن کسی کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ سب نے ایک دوسرے سے بڑھ کر یقینِ محکم اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور ایمان کا عَلم بلند رکھتے ہوئے اللہ کے حضور اپنی جانیں پیش کر دیں۔

جب آٹھ افراد کو شہید کیا جا چکا تو آخر پر آگ عمر آگ عبد الرحمن صاحب رہ گئے۔ آپ کی عمر چوالیس سال تھی اور آپ عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کے پانچ بچے تھے۔ دہشت گردوں نے ان سے پوچھا کہ تم جوان ہو۔ احمدیت سے انکار کر کے اپنی جان بچا سکتے ہو۔ تو انہوں نے بھی کمال شجاعت سے دشمنوں کو وہی جواب دیا کہ جس راہ پر چل کر میرے بزرگوں نے قربانی دی ہے۔ میں بھی اپنے امام اور بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ایمان کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر آپ کو بہت بے دردی سے چہرے پر گولیاں مار کر شہید کیا گیا۔

ہر شہید کو کم و بیش تین گولیاں ماری گئیں۔ ہر ایک کو موت کا خوف دلایا جاتا ہے۔ ایک ایک کو جان بچانے کا موقع دیا جاتا ہے کہ اگر اپنے عقائد سے توبہ کر لے تو جان بخش دی جائے گی۔ لیکن ان جری سپوتوں نے بزدلوں کی طرح جینا پسند نہ کیا بلکہ بہادروں کی طرح مقتل میں کھڑے رہے۔ ان جاں نثاروں کو معلوم تھا کہ جان بخشی کے لئے مطالبہ صرف ایک حرفی انکار ہی تو ہے۔ لیکن غیرت ایمانی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ ایسا اظہار ممکن نہ ہوا۔ دشمن مات کھا گیا۔ یہ بادیہ نشین ایمان کی وادیوں کے ایسے شہ سوار ثابت ہوئے کہ ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے لفظ چھوٹے پڑ جاتے ہیں۔ ارض بلال پر صدق و وفا کی ایسی داستان رقم ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے اور ان کشتگانِ عشق نے اپنے خون سے ایسی کہکشاں مرتب کی ہے جو آئندہ رہتی دنیا تک قائم رہنے والی ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی آج ڈوری، مہدی آباد کے تماشق باشندوں کی جرأت کو سلام پیش کر رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ جمعہ میں ان شہداء کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے افریقہ میں بلکہ دنیائے احمدیت میں اپنی قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی ہے“

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”تذکرۃ الشہادتین“ میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ پس ہم گواہ ہیں کہ آج افریقہ کے رہنے والوں نے اس کا نمونہ دکھا دیا اور قائمقامی کا حق ادا کر دیا۔“

(خطبہ جمعہ 20/جنوری 2023۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، 11جون 2023ء)

تاہم حاضرین کرام! یہ عظیم وجود تو اس آزمائش میں کامیاب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور کامران ٹھہرے اور ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے۔ لیکن اب سوال ہم پر ہے، امتحان ہمارا ہے۔ کہ آیا ہم اپنے ایمان کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ ہم اپنے عہدوں میں یہ بات کثرت سے دہراتے ہیں کہ ہم ہر قربانی کے لئے ہر دم تیار رہیں گے۔ لیکن ہمیں اپنے اندر جھانک کر دیکھنا ہے، اپنے جائزے لینے ہیں کہ ہم جو کہہ رہے ہیں کیا ایسا ہے بھی یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں مومنین کے دو گروہوں کا ذکر کرتا ہے۔ ایک وہ جو وقت آنے پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کر کے کامیاب و کامران ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو قربان ہونے کے لئے تیار بیٹھے، انتظار کرتے ہیں کہ کب ہمارا مولیٰ ہم سے قربانی کا مطالبہ کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝

(سورۃ الاحزاب 24:33)

سورۃ الاحزاب کی اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ:

مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرز عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

شہداء بورکینا فاسو اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے اور نہ صرف خود کامیاب ہوئے بلکہ اپنے پیچھے وہ لوگ چھوڑ گئے ہیں جو ان کی طرح قربانی دینے کے لئے منتظر ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ:

”اگر یہ لوگ ہم سب کو شہید کر دیں تو بھی ہم احمدیت سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں یہ تو صرف نو(9) انصار تھے۔ اگر ہم سب خدام لجنہ وغیرہ کو بھی شہید کر دیں تو بھی ہم احمدیت نہیں چھوڑیں گے ان شاء اللہ۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/جنوری 2023ء۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 11جون 2023ء)

پھر وہاں کے ایک اور مربی محب اللہ صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان بزرگان کو ذاتی طور پر جانتا تھا کیونکہ وہاں مَیں اکثر جاتا رہتا تھا۔ خلافت سے بے انتہا پیار کرنے والے، مہمان نواز، وفادار لوگ تھے۔ کہتے ہیں جب سارے جوان سارا دن کام پر ہوتے تھے تو یہ بزرگان مسجد کے سامنے بنے ہوئے چھپر پر بیٹھ کر ایم ٹی اے دیکھتے رہتے تھے۔ (بقیہ صفحہ 38)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن عورتوں کو نصائح

محترمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ ایم۔اے، سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ
أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً
طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ
بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝

(سورۃ النحل 98:16)

مرد یا عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجالائے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اُسے ہم یقیناً ایک حیاتِ طیّبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے اور انہیں ضرور اُن کا اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

الحمد للہ، ثُمّ الحمد للہ کہ عاجزہ اس بابرکت جلسہ میں ''سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن عورتوں کو نصائح'' کے ایمان افروز تذکرہ کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

مذہبی دنیا میں الف پنجم یعنی پانچواں ہزار سال ایک عظیم انقلابی دور کی اہمیت رکھتا ہے جس میں بنو اسماعیل کی قسمت جاگی۔ اور اُنہیں آسمانی بادشاہت عطا کی گئی۔ منعم و منّان خدا نے مخلوق پر محبت کی نظر ڈالتے ہوئے سیّد الرسل، خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور پھر آپ کے مبارک ہاتھوں سے تکمیلِ دین کی بشارت دیتے ہوئے یہ اعلان فرمایا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ
لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

(سورۃ المائدۃ 4:5)

کہ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوتی رہیں ہمارے محبوب محسن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے بابرکت ظہور سے تمام عالم کو انعاماتِ الٰہیہ عطا ہوئے۔ یہ عظیم نبی جو سارے نبیوں میں سے محمدؐ نام کا مستحق بنا۔ یہ اپنے نام کی طرح اپنے کاموں میں بھی تعلیماتِ خداوندی سے منور ہو کر دنیا میں چمکا۔ ہاں یہ عظیم نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اخلاقِ فاضلہ کی زینت سے آراستہ تھا۔ اُس نے مخلوق خدا کی ہمدردی و اصلاح کیلئے ایسی نصائح ساطعہ اور مواعظِ حسنہ عطا کیں جو فیض کے بہتے چشمے ہیں اور بہارِ جاوداں ہیں۔

اس روحانی سورج محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی ارشاد لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورۃ ابراہیم 2:14) کے مطابق دنیا کو جہالت و ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و اخلاص اور حق الیقین کی روشنی عطا کر دی۔

سورۃ النحل کی یہ آیت کریمہ جو خاکسار نے ابتداء میں تلاوت کی ہے۔ یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ بہترین زندگی اعمال صالحہ بجالانے سے ہے۔ اور نجات، حیات طیبہ اور فتح و ظفر کی چاشنی کا چکھنا صرف اور صرف نیکیوں پر قدم مارنے پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی خیر الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو ''خیر الاُمم'' کا لقب عطا فرما کر ایسی بے مثال تعلیمات اور بیش قیمت نصائح فرمائی ہیں جن کی کامل فرمانبرداری کے آئینہ میں خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ اور آپؐ کی یہ روح پرور تعلیمات اور دلکش نصائح جو قرآنی انوار سے منوّر ہیں وہ مومن مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں ہیں۔

آیئے! اپنے محبوب محسن، مُعلّمِ حکمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرّیں نصائح سے حلاوتِ ایمان حاصل کریں اور اُن پر عمل پیرا ہو کر زندگی بخش وجود بن جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ذمّہ کُل عالم کی اصلاح تھی۔ آپؐ جو شارعِ اعظم تھے۔ آپؐ خود اللہ تعالیٰ کے احکامات کی شدّت کے ساتھ اتباع کرتے پھر آپؐ اپنے پیاروں اور متّبعین کو بھی اس راہ کو اختیار کرنے کی تاکید فرماتے۔

آپؐ مختلف مواقع پر مردوں اور عورتوں سے اجتماعی طور پر اور فرداً فرداً بھی بیعت لیتے۔

سورۃ الممتحنہ میں مومن عورتوں سے جن شرائط پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی۔ وہ حقیقت میں ایسی قیمتی نصائح سے مُزیّن ہیں جو مذہبِ اسلام کی جان ہیں بلکہ اسلام کا فخر اور اُس کا بے نظیر اثاثہ ہیں اور معاشرے اور قوموں کی اصلاح و تعمیر کا بہترین ہتھیار ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیتِ کریمہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ
الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ
لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ
وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ
وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ
أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ

فِيۡ مَعۡرُوۡفٍ فَبَايِعۡهُنَّ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝

(سورۃ الممتحنہ 13:60)

اے نبی! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑلیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو تُو اُنکی بیعت قبول کر اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

کے مطابق عورتوں کی بیعت لیتے۔ اور بیعت لیتے وقت رسول کریم صلی اللہعلیہ وسلم کا دستِ مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے مَس نہ ہوتا تھا۔سوائے اُس عورت کے جو آپؐ کی اپنی ہوتی۔

(صحیح بخاری۔کتاب الاحکام، باب بیعۃ النساء)

مذہبِ اسلام عورت کی آزادی کا علمبردار بن کر آیا۔ بانیٔ اسلام نے مظلوم و بے کس عورت کو ذلّت کے گڑھے سے نکال کر اُسے اَوجِ ثُریّا پر لا کھڑا کیا۔ اُسے مردوں کی طرح روحانی ترقیات سے حصّہ پا کر جنّت کی مستحق قرار دیا۔

آپؐ اللہ تعالیٰ کے اوّل درجہ کے عاشق اور عابد تھے۔آپؐ کی عبادات، آپؐ کی دعائیں، آپؐ کی زندگی اور آپؐ کی موت سب محبّتِ الٰہی کے حسین جلوے اپنے اندر رکھتی ہے اور یہی شان عبودیّت اور محبّتِ الٰہیٰ کی کوثر آپؐ اپنے متّبعین میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔شرک سے آپؐ کو شدید نفرت تھی۔

نماز جو یادِ الٰہی ہے اور تمام عبادات کی جان ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ آپؐ نماز با جماعت وقت پر ادا کرنے کو بہت عزیز رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس کچھ عورتیں موجود تھیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیکھا کہ سب اکیلی اکیلی نماز پڑھ رہی ہیں۔آپؐ نے فرمایا تم نے ان عورتوں کو نماز باجماعت کیوں نہ پڑھادی۔ اُمِّ سلمہؓ نے پوچھا۔کیا یہ جائز ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ جب تم زیادہ عورتیں ہو تو ایک درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کروالیا کرے۔

(مجموع الفقہ بروایت زید بن علی، صفحہ 43)

سبحان اللہ۔اللہ سے محبت اور اس کی عبادت کا کیا عجب رنگ ہے جو آپؐ کے قلبِ صافی میں تھا۔ اور یہی جذبہ آپؐ عورتوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن کے اوقات میں خوبصورتی کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتے اور اپنی ازواج اہل خانہ اور اصحابؓ کو بھی اسکی تلقین فرماتے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص بارہ رکعت نفل روزانہ پڑھے گا۔ اُس کیلئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

حضرت اُمِّ حبیبہؓ آپؐ کی زوجہ مطہرہ سُن رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ ساری زندگی بارہ رکعت نفل روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتی رہیں۔

(تذکارِ صحابیات، صفحہ 97)

درحقیقت سچے مُحِبّ کے لئے نوافل کی ادائیگی جہاں اعلیٰ مدارج کے حصول کا ذریعہ ہے وہاں یہ عبادت اُسے پاکیزگی اور قُربِ الٰہی کے چشمہ کی طرف لے جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاک نمونے سے اپنے اہل خانہ اور اپنے صحابہؓ اور صحابیاتؓ کو نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے کا طریق بتاتے۔ اور اُن کی نمازوں کا جائزہ لیتے۔ اور نماز کی رغبت دلاتے۔بعض عورتیں باجماعت نماز کی اس قدر دلدادہ تھیں کہ وہ مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کرتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھتے تھے۔مسلمان عورتیں آپؐ کے ساتھ اوڑھنی لئے نماز فجر میں شریک ہوتی تھیں۔ پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو کوئی اُنہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصلوٰۃ)

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی کہ بعض لوگ خواتین کو رات کی نماز باجماعت کے لئے مسجد آنے سے روکتے ہیں تو آپؐ نے مردوں کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی لونڈیوں کو خدا کے گھروں میں آنے سے مت روکو۔

(سنن ابوداؤد۔کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی خروج النساء إلی المساجد)

آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔

لَا تَمۡنَعُوۡا نِسَآءَكُمُ الۡمَسَاجِدَ وَبُيُوۡتُهُنَّ خَيۡرٌ لَّهُنَّ۔

(سنن ابوداؤد، صحیح بخاری)

عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو۔ گو اُن کیلئے اپنے گھر بہترین ہیں۔

قرآن مجید آپؐ کی روح کی غذا تھا اور آپؐ کے محبوب اللہ کا کلام تھا۔ آپؐ دن رات قرآن مجید کی تلاوت و اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ آپؐ پسند فرماتے کہ آپؐ کے اصحابؓ بھی اس عرشی خزانے سے مالا مال ہو جائیں اور اپنے باطن کے اندھیروں کو اس کے نور سے روشن کردیں۔قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی عظیم الشان برکتوں سے معمور تعلیم کو پھیلانا آپؐ کا عالی منصب تھا اور یہی وہ مقصدِ وحید تھا جسکی آپؐ کو لَو لگی ہوئی تھی۔

آپؐ نے اپنی زوجہ مطہّرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ نصیحت فرمائی۔حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

یَا عَائِشَةُ لِیَکُنْ شِعَارُکِ الْعِلْمَ وَالْقُرْآنَ

(مسند الامام الأعظم، کتاب العلم، صفحہ 20)

اے عائشہؓ! تمہارا شعار علم اور قرآن کریم ہو۔یعنی قرآن مجید اور علم کے ساتھ تمہیں اسقدر محبت ہونی چاہیئے کہ اس سے زیادہ قریب اور پیاری چیز تمہیں کوئی نہ ہو۔ (شِعار اُس لباس کو کہتے ہیں جو جسم کے ساتھ لگا ہو)

احادیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کو ہر رات سورۃ الواقعہ پڑھنے کا ارشاد فرماتے۔ یہ سورۃ جسے سورۃ الغنیٰ بھی کہتے ہیں اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر رات سورۃ الواقعہ پڑھے گا وہ کبھی فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ۔کتاب فضائل القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومن عورتوں کو کثرت کے ساتھ ذکرِ الٰہی اور دعائیں کرنے کی نصیحت فرماتے۔ کیونکہ ذکرِ الٰہی ایمان کے لئے زادِ راہ ہے۔اور اہل ذکر کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم کی خوشخبری سنائی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب 36:33)

اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کیا ہے۔

حضرت یُسیرہؓ بنت صفوان فرماتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ تم سبحان اللہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور سُبْحَانَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْس رَبَّنَا وَرَبَّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کرلو۔اور اپنی انگلیوں پر گنو۔اس لیے کہ انگلیوں سے پوچھا جائے گا اور جواب دیں گی۔اور اس میں غفلت نہ کرنا ورنہ خدا کی رحمت تم کو بھلا دے گی۔

(جامع ترمذی، ابو داؤد۔تذکار صحابیات، صفحہ 529)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ" کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ ہر چیز کی دُعا ہے۔ اور اس کی برکت سے ہر چیز عطا ہوتی ہے۔حضرت اُمّ سُلیم جن کا اصل نام غیصاء تھا جو حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ تھیں۔نہایت ہی پارسا اور جلیل القدر صحابیہ تھیں۔آپؓ کو دعاؤں سے اس قدر شغف تھا کہ ایک دفعہ اُنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ کلمات سکھائیں جو اپنی دعاؤں میں پڑھا کروں۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دس دفعہ سبحان اللہ، دس دفعہ الحمد للہ اور دس دفعہ اللہ اکبر کہو۔ پھر جو دُعا کرو گی۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

(جامع ترمذی۔کتاب الصلوٰۃ بحوالہ کتابچہ اُمِّ سُلَیم۔لجنہ اماء اللہ لاہور، صفحہ 4)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو صدقہ خیرات کرنے، استغفار کرنے بلکہ بیمار ہونے کی صورت میں بھی دُعاؤں کی تلقین فرماتے۔

حضرت اُمّ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں بیمار تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے میرے ہاں تشریف لائے۔اور میری تسلّی کے لئے فرمایا۔ اُمّ علیؓ! بیماری کا ایک پہلو خوش کُن بھی ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ مرض کی وجہ سے ایک مسلمان کی خطائیں اس طرح دُور کر دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کی میل کچیل دُور کر دیتی ہے۔پس مرض کے وقت یہ دعا کرنی چاہیئے کہ جو بھی ہم نے تکلیف اُٹھائی ہے۔اللہ اُس کے نتیجہ میں ہمارے گناہ دھو دے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز)

فتح مکہ کے موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔تو اُنہیں نصائح بھی فرمائیں۔

حضرت اُمّ عطیہؓ جن کا شمار السابقون الاوّلون میں ہوتا ہے بیان فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لینے کے بعد ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم عیدین کی جماعت میں حاضر ہوا کریں گی۔البتہ جمعہ ہم پر فرض نہیں۔اور جنازے کے ساتھ جانے سے ہمیں منع فرمایا۔آپ فرماتی ہیں کہ البتہ زور دے کر منع نہیں کیا گیا تھا۔

(ابنِ جریر)

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ ہمیں ارشاد ہوتا تھا کہ ہم دونوں عیدوں کے موقع پر حائضہ عورتوں اور پردے والی عورتوں کو بھی ساتھ لے کر جائیں۔ وہ مسلمانوں کے اجتماع اور ان کی دعا میں شریک ہوں۔ اور حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم! اگر ہم میں سے کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو۔آپؐ نے فرمایا۔چاہیئے کہ اس کی ساتھی اپنی اوڑھنی اُسے بھی اوڑھا دے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصلوٰۃ)

کتنا تنگی اور غربت کا زمانہ تھا کہ بعض عورتوں کے پاس اوڑھنے کے لئے دوپٹہ تک نہ ہوتا تھا لیکن قربان جائیں پیارے محمد صلی اللہ علیہ سلم پر جنہوں نے ساتھی عورت کو اخوّت و محبت اور ایثار کی تعلیم دے کر سب کو خوشیوں سے ہمکنار کر دیا۔

عید کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں خطبہ کے بعد عورتوں کی طرف تشریف لے جاتے اور اُنہیں وعظ فرماتے۔

(صحیح بخاری۔کتاب العیدین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقہ اُناث پر یہ بہت بھاری احسان ہے کہ آپؐ نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور دنیا پر یہ امر واشگاف کر دیا کہ مسلمان عورت پردہ میں رہ کر علمی، اخلاقی، روحانی تعلیم

وتربیت اور اُمّت کی بھلائی کے کام بجالا سکتی ہے۔ آپؐ جو مدینۃ العلم تھے۔ آپؐ نے مردوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دلائی۔ آپؐ فرماتے تھے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ۔

(سنن ابن ماجہ بروایت حضرت انسؓ)

کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

آپؐ عورتوں کو تحصیلِ علم کی رغبت دِلاتے۔ ازواجِ مطہّراتؓ اور صحابیاتؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس سے مستفیض ہوتیں وہ آپؐ سے حُسنِ اخلاق، حُسنِ معاشرت اور علمِ دین سیکھتیں۔ اور اپنے مسائل بیان کرتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں نورِ فراست کے ساتھ حل فرماتے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعلیم کے لئے آپؐ نے خاص اہتمام فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیرِ تربیّت ہو کر علمِ دین میں مردوں سے سبقت لے گئیں۔ آپؐ فرماتے تھے۔ ''آدھا دین عائشہؓ سے سیکھو۔''

(البدایۃ والنہایۃ۔ جلد 3، صفحہ 129)

حضرت اُمِّ سلمہؓ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں وہ لحن کے ساتھ قرآن پڑھتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز پر پڑھتیں۔ ازواجِ مطہّراتؓ جو کاشانہ نبویؐ کی تعلیم یافتہ تھیں۔ وہ اسلامی علوم یعنی قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ اور فرائض میں کمال رکھتی تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج بھی اُمّتِ مسلمہ ان ہدایت کے چمکتے ستاروں کے علم ومسائل سے فیضیاب ہو کر صداقتِ اسلام اور حقانیتِ قرآن کا پرچار کر رہی ہے۔

عائلی اور قومی زندگی کے لئے اصلاح نفس بے حد ضروری ہے۔

مزکّیٔ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں ایسی نورانی تعلیم دی جس سے انسان کے ذہن، اُس کے افکار وتصوّرات اور اخلاق میں صلاحیت کا نُور چمکنے لگتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو غضِّ بصر کی ہدایت ونصیحت فرمائی۔ اور پھر پردے کا حکم دے کر اُنہیں تقویٰ اور اپنے ایمان کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

(سورۃ النور 24 : 32)

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اس کو ڈھانپ کر پہنا کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مومن عورتوں کو سورۃ الاحزاب میں پردے کا حکم دے کر اعزاز بخشا اور انہیں شریر لوگوں کے فتنہ سے محفوظ رکھا۔ یہ نصیحت فرما کر کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو نکلتے وقت بڑی چادریں اوڑھ لیں تا کہ وہ پہچانی جائیں کیونکہ یہ حکم ایک امتیازی نشان کے طور پر تھا تا کہ وہ بدکردار لوگوں کے ضرر سے محفوظ رہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ أَدْنٰىٓ أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(سورۃ الاحزاب 60:33)

اے نبی! تُو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس پردہ عورت کے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ اس کی عزّت اور اس کی عصمت اور تقدّس کی ضمانت ہے۔ اس پاکیزہ تعلیم پر ازواجِ مطہّرات اور مومن عورتوں نے بہت پابندی سے عمل کیا۔

بانیٔ اسلام نے مومن عورتوں کو پردے اور حیاء کی تعلیم دے کر اخلاقی اقدار کی حفاظت فرمادی اور اخلاقی برائیوں کا سدِّباب کر دیا۔ کیونکہ فحاشی اور بے حیائی ایسی کھلم کھلی برائیاں ہیں جو گھروں اور معاشرے کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ آپؐ نے حیاء کو اسلام کا امتیازی خُلق قرار دیا۔ آپؐ خود حیاء کا مکمل نمونہ تھے۔ (حیاء کے معنی ملامت کے ڈر سے برائیوں سے بچنے کے ہیں۔)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسماءؓ بنت ابی بکرؓ (جو حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آئیں کہ وہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ حضورؐ نے اُن سے اعراض کیا۔ اور فرمایا۔ اے اَسماءؓ! جب عورت بالغ ہو جائے تو اُس کیلئے مناسب نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھوں کے سوا اُس کے بدن کا کوئی اور حصّہ نظر آوے۔

(مسند احمد بن حنبل – سنن ابو داؤد)

کتاب اللباس فیما تبدی المرأۃ من زینتھا)

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں پر بے پایاں احسانات ہیں۔ آپؐ مربیٔ اعظم تھے۔ آپؐ نے تربیتی اور اخلاقی امور میں مومن عورتوں کو جو نصائح فرمائیں وہ نہایت پُر حکمت اور پُر معارف ہیں۔ آپؐ نے عورت کو جہاں عظیم مرتبہ عطا کیا وہاں ساتھ ساتھ اس کی کمزوریوں کی نشان دہی بھی فرمائی۔

اسلام زینت اختیار کرنے سے منع نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد 4، صفحہ 151)

خود اللہ کی ذات جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ لیکن اسلام نے عورت کو ہر جگہ زینت کی نمائش کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کی حدود متعیّن فرمادی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی بہن بیان کرتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کیا اور فرمایا۔ اے عورتو! تم چاندی کے زیور کیوں نہیں بنواتیں؟ سنو! کوئی بھی ایسی عورت جس نے سونے کے زیور بنائے اور وہ اُنہیں فخر کی خاطر عورتوں کو یا اجنبی مردوں کو دکھاتی پھرتی ہو۔ تو اس عورت کو اُس کے فعل کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔

(سنن النسائی۔ کتاب الزینۃ من السنن الکراحیۃ النساء فی اظھار العلی والذھب)

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ کہ مُزینہ قبیلہ کی ایک عورت بڑے نازو ادا سے زیب وزینت کئے ہوئے مسجد میں داخل ہوئی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت اختیار کرنے اور مسجد میں نازو ادا سے مٹک مٹک کر چلنے سے منع کرو۔ بنی اسرائیل پر صرف اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب و زینت اختیار کر کے نازو نخرے کے ساتھ مسجدوں میں اِترا کر آنا شروع کر دیا تھا۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الفتن، باب فتنہ النساء)

پس نمائش کی خاطر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے مسجدوں اور عبادت کی جگہوں پر جانے سے معاشرے میں فساد برپا ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ خوف خدا رکھتے ہوئے دنیاداری اور نمود و نمائش سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مسجدیں خدا کا گھر ہیں۔ اسلام سادگی کو پسند کرتا ہے۔ تکلّفات سے عاری زندگی اور عاجزی اور انکساری کی تعلیم دیتا ہے۔

بے ہودہ فیشن، ریا، فخر و مباہات اور بد رسومات کی اندھا دھند تقلید انسان اور معاشرے کو تباہ کر دیتی ہے۔ پس اللہ کی پسندیدہ راہ، لباس التقویٰ، ذالک خیرٌ کہ تقویٰ کا لباس ہی بہترین لباس ہے۔ ہمیں اختیار کرنی چاہئے اور دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ ہمیں ایمان کی پوشاک عطا فرمائے۔

تاریخ گواہ ہے کہ سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہّراتؓ اور صحابیاتؓ کے ذریعہ سے زندگی کی فلاح کے بے شمار اصول و ضوابط اور اخلاق کی لازوال اقدار اور بیش قیمت نصائح حاصل ہوئیں۔

آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو یہ نصیحت فرمائی کہ عائشہؓ! معمولی گناہوں سے بچا کرو۔ خدا کے ہاں ان کی پرسش ہوگی۔

(مسند احمد بن حنبل، صفحہ 70)

آپؐ خوش اخلاقی کا وصف اپنانے کی ہدایت فرماتے۔ اگر کوئی سائل دروازے پر آتا تو حضورؐ اس کے حقوق بھی بجالانے کی نصیحت فرماتے۔

آپؐ فرماتے۔ عائشہؓ! چھوہارے کا ٹکڑا بھی ہو تو وہی سائل کو دے کر جہنّم کی آگ سے بچو۔ اُسے بھوکا کھائے گا تو کچھ تو ہوگا اور پیٹ بھرے گا۔

(مسند عائشہؓ، صفحہ 79)

آپؐ فرماتے تھے۔ عائشہؓ! کسی مسکین کو بے نیل مرام واپس نہ کرنا گو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ مسکینوں سے محبّت رکھو۔ اور ان کو اپنے پاس جگہ دیا کرو۔

(جامع ترمذی۔ ابواب الزھد)

آپؐ فرماتے تھے۔ عائشہؓ! نرمی اختیار کرو۔ اللہ ہر بات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

(صحیح مسلم۔ جلد 2، کتاب صلہ،
باب فضل الرفق، صفحہ 189)

آپؐ نے اپنے پاکیزہ نمونہ سے اپنے متّبعین پر یہ امر واضح فرما دیا کہ اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات اور زکوٰۃ دینا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ آپؐ فرماتے کہ اللہ فرماتا ہے۔ ”اے ابنِ آدم خرچ کرتا رہ۔ میں تجھے عطا کرونگا“۔

(صحیح بخاری۔ کتاب النفقات باب فضل النفقۃ علی الاھل حدیث 4933)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ وہ شادی کے بعد شروع شروع میں افلاس کی وجہ سے ہر چیز ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپؐ نے اُنہیں نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اُس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے۔ دل کھول کر خرچ کیا کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب التحریض علی الصدقہ)

حضرت اسماءؓ نے حضورؐ کی اس نصیحت پر عمل کیا اور پھر اللہ کی قدرت سے ان کا گھر دولت سے بھر گیا۔ پھر یہ دُخترِ صدیق اکبرؓ جنہوں نے حضورؐ کی نصیحت پر ہمیشہ عمل کیا، اپنے بچوں کو ہدایت کیا کرتیں کہ "مال جمع کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ حاجت مندوں کی امداد کیلئے ہوتا ہے۔ اگر تم بخل کرو گے تو اللہ بھی تمہیں اپنے فضل وکرم سے محروم رکھے گا۔ ہاں جو صدقہ کرو گے۔ اور راہ خدا میں خرچ کرو گے وہ تمہارے کام آئے گا کہ اس ذخیرہ کے ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں۔"

(تذکارِ صحابیات، صفحہ 193)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو عزّت وشرف کا مقام بخشا اور یہ نصیحت فرمائی کہ:

اَلْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ۔

(صحیح بخاری۔کتاب الجمعہ)

کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اولاد پر حکمران ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عورتوں کو جنّت کی بشارت دی ہے جو اپنے خاوند کی فرمانبردار ہوں اور بچوں کی تربیت شفقت کے ساتھ کرنے والی ہوں۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:

"جس عورت نے پانچوں وقت نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے۔ اور اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمابرداری کی اور اس کا کہنا مانا۔ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

(مجمع الزوائد۔کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المرأۃ)

محسنِ نسواں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الجنۃ تحت اقدام الامّھات

(صحیح مسلم عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ یہ عظیم خوشخبری سنا کر بچوں کے لئے ماں کی خدمت کو جنت کے حصول کا ذریعہ بتا دیا اور ماؤں کو بچوں کی بہترین تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور حقیقت یہی ہے کہ متقی صالح، دیندار اور دُعا گو مائیں ہی قوم کی معمار ہیں۔

پس آیئے۔ اپنے عظیم مقصدِ حیات کو پہچانیں اور اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبّہ سے آپؐ کی دلکش تعلیم اور زرّیں نصائح اور پُر اثر اندازِ تربیت کو اپناتے ہوئے اپنی سیرتوں کو سنواریں۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں احمدیت کی دولت ملی ہے۔ خلافت ہماری ڈھال ہے۔ یہ وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔

آج ہمارا پیارا امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایمان افروز خطبات اور زرّیں ارشادات کے ذریعہ ہماری تربیت کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے۔ آپ کس قدر دلی تڑپ کے ساتھ ہمیں اسلام کے روشن مستقبل کے جلد حصول کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو بجالانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"آج آپ ہی ہیں جنہوں نے اپنے اندر پاک تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور اپنے بچوں کی طرف بھی توجہ دینی ہے اور اُن کو بھی یہ توجہ دلانی ہے کہ اس مسیحِ پاک کی جماعت میں شامل ہو کر تم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرو۔ اپنے مقصد پیدائش کو پہچانتے ہوئے اس چیز سے اپنے آپ کو سجاؤ جو ہمیشہ تمہارے کام آئے۔ اور وہ ہے تقویٰ، اللہ کا خوف، اُس سے پیار، اُس سے محبت اور یہی چیز ہے جو تمہاری خوبصورتی کو بڑھائے گی۔"

(خطاب جلسہ سالانہ مستورات 30 جولائی 2005ء)

خدا کرے کہ ہم مقدّس صحابیاتؓ کی طرح اپنی سیرتوں کو تقویٰ کے زیور سے آراستہ کر کے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والی بن جائیں اور اپنے محبوب محسن محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی شناخت کی راہ کا سب سے روشن جگمگاتا سورج ہیں، اس سے بے حد محبت کریں اور آپؐ کی زرّیں نصائح پر عمل کرتے ہوئے ہر دل کو آپؐ کی محبت کے لئے فتح کریں۔

آیئے۔ لجنہ کے صد سالہ جشنِ تشکّر کی خوشیوں میں حمد وثنا کے گیت گاتے ہوئے اس انقلاب آفرین صدی میں نئے عزم وخلوص، پُر جوش ولولہ اور پُرسوز دعاؤں کے ساتھ تجدید وفا کا عہد کریں کہ ہم اپنے، اپنی اور اپنے بچوں کی تربیت واصلاح اس رنگ میں کریں گی کہ وہ اسلام احمدیت کے اُفق پر روشن ستاروں کی کہکشائیں بن کر چمکیں۔ خدا کے فضل اور رحم کا سایہ اُن کے سروں پر ہمیشہ رہے۔ وہ حضور اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی فوج کے جانباز سپاہی بن جائیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا فیض ہمیشہ اُنہیں ملتا رہے۔ اور مسیح پاک محمدیؑ اور اس کے خلیفہ کی پُر سوز دُعائیں اور نیک تمنائیں اُن کے ساتھ ہوں۔ آمین!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ (کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 187)

ڈارون کے نظریے کا تنقیدی جائزہ اور اسلامی نظریہ ٔ ارتقاء

مکرم دانیال خالد خان صاحب، مربی سلسلہ ریفیوجی ڈیسک کینیڈا

چارلس ڈارون (Charles Darwin – 1809–1882) کے مطابق دنیا میں جتنے بھی جاندار ہیں ان کا ایک مشترک جدِّ امجد (Common ancestor) ہے اور اسی کی نسل اربوں سال کے اندھے ارتقاء کے نتیجے میں اس صورت میں ہوئی جو آج ہم دیکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے زمین کے تمام جاندار آپس میں رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کے آباء واجداد مشترک ہیں اور اندھے ارتقاء کے نتیجہ میں آخر ایک موقع پر انسان کی پیدائش ہوئی۔ انسانوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسان کی نسل بندروں سے نکلی ہے اور ہمارا اور بندروں کا ایک مشترک Common ancestor ہوگا جس کی نسل میں سے تاریخ کے کسی موقع پر انسان کا آغاز ہوا۔ اس مفروضے کے لئے ان کے پاس کوئی ٹھوس شواہد نہیں ہیں بلکہ بہت سی ایسی درمیانی کڑیاں ہیں جو غائب ہیں اور سائنسدان ان کو missing links کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج تک یہ ایک نظریہ کی حیثیت ہی حاصل کر سکا ہے اور قانون کی حیثیت اسے نہیں دی گئی۔ نظریہ ارتقاء کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی ہی اندھے ارتقاء کی وجہ سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے اور انسان بے مقصد پیدا کیا گیا ہے یا پھر ایک بالارادہ ہستی نے انسان کو کسی مقصد کی خاطر ایسا تخلیق کیا ہے اور کسی جانور سے انسان کا ارتقاء نہیں ہوا۔ اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے زمین پر آغازِ حیات کا جائزہ لینا پڑے گا۔

زمین پر آغاز حیات کے وقت درپیش مسائل

زمین کے ابتدائی دنوں میں جب کہ زمین کے ماحول میں آزاد آکسیجن مہیا نہ تھی ایسے وقت میں زندگی کا شروع ہونا بذاتِ خود ایک ایسا معمہ ہے جس کو سائنسدان آج تک سلجھا نہیں سکے۔ کیونکہ جب زمین کی سطح پر آزاد آکسیجن ہی مہیا نہ تھی تو فضا یعنی Stratosphere میں Ozone Layer کیسے پیدا ہوگئی جس نے سورج کی خطرناک شعاعوں اور ریڈیائی لہروں کو زمین پر آنے سے روکا۔ کیونکہ اگر زندگی زمین پر آکسیجن کے بغیر شروع بھی ہوگئی ہو تو ان خطرناک شعاعوں سے وہ Ozone Layer کے بغیر کس طرح محفوظ رہ گئی۔ اسے تو فوراً ہلاک ہو جانا چاہیے تھا۔ ساتھ ہی آکسیجن کی یہ تہہ Ozone مکمل طور پر سورج کی شعاعوں کو نہیں روکتی بلکہ کسی قدر شعاعوں کو گزرنے کا موقع دیتی ہے اور یہ شعاعیں جانداروں میں خاص طور پر انسان اور ممالیہ جانوروں میں Vitamin D پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ پس یہ درحقیقت ایسا مسئلہ ہے جسے اتفاق کہہ کر نہیں چھوڑا جا سکتا اور لازماً ہمیں کسی علیم وخبیر ہستی کا عمل دخل ماننا پڑے گا جس نے ایسا ماحول ممکن بنایا جس کی وجہ سے زمین پر زندگی کا آغاز ہوا اور پھر ارتقاء ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ سائنسدان اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ہر چیز کو اتفاق پر مبنی قرار دینے پر تلے رہتے ہیں۔

سائنسدانوں کو بہت سے Fossils ملے ہیں جس کی بنا پر وہ یہ کہتے ہیں کہ جیسے جیسے وقت میں پیچھے جاتے جائیں ویسے ویسے زندگی سادہ معلوم ہوتی ہے اور ابتدا میں جاندار بہت سادہ تھے لیکن زندگی کا آغاز انہیں مصیبت میں ڈالتا ہے کیونکہ سادہ سے سادہ بیکٹریا بھی ایسے پیچیدہ نظام میں مربوط ہیں کہ ان کا اتفاقاً یکدم پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اس لیے نظریہ ارتقاء اس معاملہ میں خاموش ہے کیونکہ ارتقاء کے لئے ایک تولیدی نظام (Reproduction) درکار ہے جو ایک لمبا وقت چاہتا ہے۔ کسی چیز کا یکدم وجود میں آنا ڈارون کے حیاتیاتی ارتقاء کے خلاف ہے۔

اَصلح کون ہے؟

بقائے اَصلح (survival of the fittest) کے نظریے کو ہمیں گہرائی سے دیکھنا پڑے گا کہ کسی جاندار کو کس لحاظ سے اَصلح قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ ڈارون کا نظریہ قدرتی آفات کی نسبت سے اصلح ہونے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ ایک بنیادی اصول بیان کرتا ہے کہ نیچر میں وہی کامیاب ہوتا ہے جو اپنی بقا کے لئے خوراک حاصل کرنے میں کامیاب ہو اور اپنی نسل کو آگے بڑھائے۔ مثلاً اگر کسی علاقے میں آتش فشاں پہاڑ پھٹ جائے، زلزلے آجائیں یا سونامی آجائے تو ایسے حالات میں کون سا جاندار زیادہ اصلح ہوگا۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ جاندار جسے عام حالات میں سب سے کمزور گردانا جاتا ہے وہ سب سے زیادہ اصلح ہوتا ہے اور جو سب سے کمزور سمجھا جاتا ہے وہ مشکل ترین حالات میں بہتر طور پر اپنی بقا کا سامان کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے اگر کہیں ایٹمی دھماکہ ہو جائے تو وہاں سب سے زیادہ جس جاندار کے بچنے کی امید کی جا سکتی ہے وہ Cockroach ہے جب کہ انسان سمیت دوسرے جانداروں کے بچنے کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا۔ اسی طرح اگر کہیں آتش فشاں پھٹ جائے تو نسبتاً کمزور جاندار پناہ لینے میں کامیاب ہو جائیں گے جبکہ شیر، چیتے اور ہاتھی جیسے جاندار اس ماحول کو برداشت نہیں کر پائیں گے اور بالآخر ہلاک ہو جائیں گے۔ اس لیے جب ہم بقائے اصلح کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ کون سے حالات میں بقا ہو رہی ہے کیونکہ بقا ایک نسبتی امر ہے اور مختلف حالات

میں مختلف جاندار اصلح قرار پائیں گے۔بعض حالات میں بعض جاندار اصلح قرار پائیں گے اور بعض حالات میں بعض دوسرے اصلح قرار پائیں گے۔اس لیے ہم بقائے اصلح کے اصول کو ایک جگہ معین نہیں کر سکتے بلکہ ہمیں حالات کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔

کیا طبعی انتخاب (Natural Selection) ہمیشہ درست سمت میں ہوتا ہے؟

انتخاب طبعی کے مطابق جانداروں میں تبدیلی حالات کے مطابق واقع ہوتی ہے۔یکدم کوئی تبدیلی واقع ہونا اس نظریے کے خلاف ہے۔اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو روئے زمین پر ابتدا سے لے کر اب تک مختلف حالات واقع ہوئے ہونگے۔کبھی مشکل حالات ہوں گے تو کبھی آسان۔کبھی قحطوں کا دور دورہ ہوگا تو کبھی سرسبزی چھائی ہوئی ہوگی۔کبھی (Ice age) کا زمانہ ہوگا تو کبھی حرارت کا۔اس لیے انتخاب طبعی کے اصول کے تحت یہ تبدیلیاں جانداروں میں ہمیشہ ترقی یافتہ خصوصیات کا باعث نہیں بنیں گی بلکہ ان کی خصوصیات میں تنزّلی بھی واقع ہوگی۔اس لیے یہ کہنا کہ انتخاب طبعی کے تحت ارتقاء (Evolution) ہمیشہ درست سمت میں ہی واقع ہوتا ہے ایک غلط نظریہ ہے کیونکہ انتخاب طبعی محض اتّفاقات پر مبنی ہے۔انتخاب طبعی آری کے دانتوں کی طرح غیر متوازن ہے۔اتفاق کے نتیجہ میں اگر ترقی ہوئی ہے تو ساتھ تنزّلی کا بھی تو اتنا ہی امکان ہے کیونکہ اتفاق کے کھیل میں کوئی اعلیٰ عقل یا شعور کارفرما نہیں ہے۔اگر یہ مان لیا جائے کہ اتفاق سے ایک درجہ ترقّی ہوئی ہے تو اسی اتفاق سے ایک درجہ تنزّلی بھی ہوئی ہوگی اور زندگی کی بقا ان گنت مسائل اور پیچیدگیوں میں ڈوب جائے گی۔اس بات کو بھی مدّنظر رکھنا چاہئے کہ زندگی کو جاری رہنے کے لئے کس قدر مشکلات اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔اگر یہ مان بھی لیں کہ اتفاق سے زمین پر زندگی شروع ہوئی ہے تو اس بات کے اس سے بھی زیادہ امکانات ہیں کہ زمین پر زندگی ارتقاء سے پہلے ہی مکمل طور پر ختم ہو جاتی کجا اس کے کسی قسم کا ارتقاء ممکن بھی ہوتا اور صرف ارتقاء ہی نہیں ہوا بلکہ یہ ارتقاء ہمیشہ ترقی کی جانب ہی ہوا ہے۔زندگی کا ان چیلنجز سے بچ نکلنا بذات خود ایک معجزہ ہے جو اس کو ہر قدم پر مختلف آفات کی صورت میں لاحق تھے۔اگر کسی باشعور ہستی کا ارتقاء کے سفر میں عمل دخل نہ ہوتا تو زندگی کا بچنا ممکن ہی نہیں تھا۔

اس لیے ہمیں خدا تعالیٰ کے وجود کو ماننا پڑے گا جس نے ہر مشکل موڑ پر زندگی کی صحیح راستے میں راہنمائی کی اور ترقی کی جانب اسے گامزن کیا۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کرتا ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝

(سورۃ الملک 2:67-5)

ترجمہ: بس ایک ہی برکت والا ثابت ہوا جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔وہ جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہترین ہے اور وہ کامل غلبے والا، بہت بخشنے والا ہے۔وہ جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا۔تو رحمٰن کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھے گا۔پس نظر دوڑا کیا تو کوئی رخنہ دیکھتا ہے؟ پھر دوبارہ نظر دوڑا، تیری نظر تیری طرف ناکام لوٹ کر آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہوگی۔

یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ اسلام ارتقاء کے متعلق کیا کہتا ہے۔سو قرآن کریم کے مطابق ارتقاء تو ہوا ہے لیکن اندھا ارتقاء (Blind Evolution) نہیں ہوا جیسا کہ ڈارون کا نظریہ کہتا ہے۔قرآن کریم کے مطابق خدا تعالیٰ نے ہر موڑ پر ارتقاء کی گاڑی کو صحیح سمت میں موڑا ہے اور اتفاقی طور پر یا حادثاتی طور پر ارتقاء نہیں ہوا۔اسلام کے مطابق Guided Evolution یا Organized Evolution ہوا ہے اور کسی خاص منصوبہ بندی کے تحت اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو بنایا ہے۔سائنسدان اور دہریہ احباب جس اندھے ارتقاء کے قائل ہیں اس کے لیے تو اتنا زیادہ وقت درکار ہے کہ جس کے عدد کو انسانی ذہن سمجھ ہی نہیں سکتا کیونکہ جب خدا تعالیٰ کا عمل دخل نہ ہو تو اتفاق کے نتیجہ میں ارتقاء ہمیشہ ترقی کی جانب نہیں چل سکتا تھا۔ارتقاء اگر ایک لمحہ میں ایک قدم آگے چلتا تو اگلے ہی لمحے دس قدم پیچھے بھی چلا جاتا کیونکہ اتفاقات پر مبنی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝

(سورۃ طٰہ 51:20)

ترجمہ: اس (موسیٰؑ) نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت عطا کی پھر اس نے رہنمائی کی۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو منصوبہ بندی کر کے پیدا کیا اور پھر ایک معین سمت میں ان کا ارتقاء ہوا اور یہ خدا تعالیٰ کی سر پرستی میں ہوا نہ کہ حادثاتی اور اتفاقی طور پر۔

پھر ایک جگہ قرآن کریم میں آتا ہے:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

(سورۃ القصص 69:28)

ترجمہ: اور تیرا رب جو چاہتا ہے تخلیق کرتا اور جسے چاہتا ہے چنتا ہے۔ان کے پاس (چننے کا) اختیار نہیں۔پاک ہے اللہ اور اس سے بلند ہے جس سے وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

اس آیت میں بھی انتخاب طبعی (Natural Selection) کا انکار کیا گیا ہے کہ نیچر کو اختیار نہیں کہ کسی جاندار کی نوع زندہ رہے بلکہ خدا تعالیٰ خود چنتا ہے، اختیار کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے اور خود جانداروں کو اختیار نہیں کہ وہ زندگی کے سفر میں باقی رہیں گے یا ہلاک ہوجائیں گے۔اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ تخلیق کرتا ہے اور پھر وہ چنتا ہے کہ کس نوع (Specie) کا ارتقاء ہوگا اور کس کا اختتام۔

متحجّرات (Fossil Records)

ڈارون کے نظریہ طبعی انتخاب کی تردید کرنے والی ایک اور بات Fossil Records ہیں۔یہ ریکارڈ ڈارون کے نظریے کا ساتھ نہیں دیتے بلکہ ایک اور ہی کہانی سناتے ہیں۔ڈارون کے نظریۓ کے مطابق ہر جاندار کے آباو اجداد ہونے چاہییں جو اس کو جنم دیں اور پھر ان میں وقت کے ساتھ ساتھ ارتقاء ہوگا۔لیکن جب ہم تاریخی طور پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک ایسے دور کا پتہ لگتا ہے جس سے پہلے کوئی Fossil records موجود ہی نہیں تھے۔اس دور کو Cambrian period کہا جاتا ہے۔یہ دور تقریبا 545ملین سال پہلے گزرا ہے۔سائنسدانوں کے مطابق تمام جاندار جن کے Fossil records آج ملتے ہیں یکدم اسی دور میں شروع ہوئے۔اس سے پہلے جانداروں کے کوئی آباواجداد دکھائی نہیں دیتے جن سے ارتقاء پذیر ہوکر وہ اس صورت میں آئے جس میں آج ہم انہیں دیکھتے ہیں۔ان جانداروں کے یکدم روئے زمین پر آنے کی وجہ سے اس دور کو Cambrian Explosion کہا جاتا ہے۔گویا کہ ایک دھماکے کی صورت میں تمام جاندار روئے زمین پر نمودار ہو گئے۔ڈارون کے لیۓ یہ بات ایک مسئلہ کھڑا کر چکی تھی اور وہ اس کو سمجھنے سے قاصر تھا کہ کیا وجہ ہے کہ Cambrian period سے پہلے کے زمانے کے کوئی Fossils نہیں ملے کیونکہ اس کے نظریے کے مطابق تو ہر جاندار ایک لمبے عرصہ میں ارتقاء کرتا ہے اور کچھ خصوصیات اپنے آباؤاجداد سے لیتا ہے اور کچھ خود ماحول کے مطابق اس میں پیدا ہوجاتی ہیں لیکن Cambrian Explosion سے پہلے ایسے لگتا ہے جیسے مخلوق تھی ہی نہیں اور اگر تھی تو بیکٹریا یا cells کی صورت میں تھی۔

ڈارون اپنی کتاب "On the Origin of Species" میں لکھتا ہے:

"But as by this theory innumerable transitional forms must have existed, why do we not find them embedded in countless numbers in the crust of the earth."

یعنی "گو اس نظریے کے مطابق لاتعداد عبوری شکلوں یا درمیانی کڑیوں کا پایا جانا ضروری ہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم انہیں ان گنت تعداد میں زمین کے اندر موجود نہیں پاتے۔"

ڈارون مزید لکھتے ہیں:

But in the intermediate region, having intermediate conditions of life ,why do we not find closely linking intermediate varieties."

ترجمہ: لیکن درمیانی خطے میں جہاں زندگی کے لئے درمیانی حالات میسر تھے، ہم کیوں قریبی درمیانی کڑیوں کی اقسام کو نہیں پاتے۔

ڈارون کے مطابق ایک نوع (specie) جب ترقی کر کے دوسری نوع میں تبدیل ہوتی ہے تو اس تبدیلی کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے تا کہ وہ مکمل طور پر ایک نئی مخلوق میں تبدیل ہوجائے۔اس عرصے میں وہ مختلف شکلوں سے گزرتی ہے اور اس درمیانی نوع کو (intermediate varieties) کہاجاتاہے۔ڈارون کے مطابق اگر اس کا نظریہ درست تھا تو اس سے پہلے ان درمیانی کڑیوں (intermediate varieties) کا Fossil record زمین کے نیچے موجود ہونا چاہیے تھا لیکن یہ ثبوت ڈارون کو نہیں مل سکا اور اس پر وہ یہی جواب دے سکا کہ چونکہ ابھی ان Fossils کی صحیح انداز میں تلاش نہیں ہوئی اس لیۓ وہ ابھی نہیں ملے البتہ مستقبل میں ان کا ملنے کا زیادہ امکان ہے۔

لیکن ایک سو پچاس سے زائد سال گزرنے کے بعد بھی سائنسدانوں کو بہت کم ایسے متحجّرات (Fossils) ملے ہیں جس کی بنا پر ڈارون کے نظریے کو درست سمجھا جائے۔لیکن افسوس ہے کہ سائنسدان باوجود اس کے کہ ان کے پاس نہ ہونے کے برابر ثبوت ہے، خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرتے ہیں۔

*****

مسجد مبارک جرمنی کے افتتاح کے موقع پر

سو مساجد میں ہوا مسجد مبارک کا شمار
جو علاقہ کے لیے ہو گی حفاظت کا حصار
لوگ آئیں گے جب اس میں دیکھنا پھر دوستو
آسماں سے بھی ملائک کا یہاں ہو گا اتار

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب۔لندن)

مکرم انجینئر ناصر احمد قریشی صاحب مرحوم

پردیس کا تجربہ

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ، مدیر اعلیٰ ماہنامہ النور، امریکہ

مضمون نگار کے شوہر نامدار مکرم انجینئر ناصر احمد قریشی صاحب 4/ اگست 2023ء کو 88 سال کی عمر میں ڈٹرائٹ، امریکہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

وہیں تدفین ہوئی۔ احباب جماعت نے کثرت سے شرکت کی۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔ نیک، صالح، مخلص، صوم وصلوٰۃ کے پابند، منکسر المزاج، خلیق، ملنسار، وضعدار، ہمدرد اور دعا گو بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بچوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کی۔

محکمہ ٹیلیفون میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے، ملازمت کے دوران کراچی، لاہور، اسلام آباد اور کوئٹہ رہنے کا موقع ملا۔ ہر جگہ جماعت سے وابستہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی کے حلقہ صدر، حلقہ ناظم آباد اور حلقہ النور میں خدمات کی توفیق ملی۔

مرحوم نے پس ماندگان میں اہلیہ اور دو بیٹے مکرم ڈاکٹر منصور احمد قریشی صاحب، مکرم محمود احمد قریشی صاحب، امریکہ تین بیٹیاں محترمہ ڈاکٹر امۃ المصور صاحبہ اہلیہ مکرم زاہد احمد خورشید صاحب آٹواہ، محترمہ امۃ الصبور خاں صاحبہ اہلیہ مکرم عمر نصر اللہ خاں صاحب یوکے، محترمہ امۃ الشافی صاحبہ اہلیہ مکرم طارق رشید الدین صاحب بریمپٹن یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کے ایک نواسے مکرم وقاص احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ امریکہ اور ایک پوتے مکرم سرمد احمد قریشی صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیرِ تعلیم ہیں۔

احباب کرام سے مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام بچوں کو دین ودنیا کی نعماء سے نوازے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب نے خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 25 اگست 2023ء میں مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

حضور فرماتے ہیں:

> "چوتھا ذکر مکرم ناصر احمد قریشی صاحب امریکہ کا ہے۔ ان کی بھی گزشتہ دنوں اٹھاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔
>
> امۃ الباری ناصر صاحبہ کے یہ شوہر تھے جو کہ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کراچی کی سیکرٹری اشاعت رہی ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کا ایک نواسہ وقاص خورشید مربی ہے اور ایک پوتا ان کا جامعہ احمدیہ کینیڈا میں پڑھ رہا ہے۔ ان کے والد کا نام مکرم محمد شمس الدین بھاگل پوری صاحب تھا اور ان کے خاندان میں احمدیت 1913ء میں آئی جب محترم مولوی عبد الماجد صاحبؓ والد حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس علاقے میں ایک جلسہ کیا اور صداقتِ مسیح موعود کے دلائل بیان کیے۔ ان کے والد صاحب بہت متاثر ہوئے۔ سٹیج پر جا کر ملاقات کی۔ لٹریچر دیا گیا جسے پڑھ کر احمدیت کے لیے جوش پیدا ہوا۔ انہوں نے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خواب میں حضرت اقدسؑ کی شبیہ مبارک اور مبشر خوابیں دکھائیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ آپؓ کی بیعت کی۔ اس طرح بھاگل پور کے اوّلین احمدیوں میں شامل ہوئے۔ شدید مخالفت کی وجہ سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور وہاں اخلاص ومحبت میں ترقی کرتے چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کار ڈرائیور کے طور پر بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔
>
> ناصر قریشی صاحب قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ پارٹیشن کے بعد کراچی میں رہائش اختیار کی یہیں تعلیم پائی۔ بڑی محنت اور لگن سے نامساعد حالات کے باوجود پڑھتے رہے۔ بی ای الیکٹریکل انجینئرنگ کی اور پھر اس کے بعد محکمہ ٹیلیفون میں ملازمت اختیار کی۔ جنرل مینیجر کے عہدے تک ترقی کی۔ ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے تو بڑے محنتی اور ایماندار افسر کی شہرت کے ساتھ ریٹائرمنٹ حاصل کی۔ جماعت احمدیہ کراچی کے حلقہ ناظم آباد میں صدر حلقہ اور جہاں بھی رہے دوسری جگہ میں بھی صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

ان کی اہلیہ امۃ الباری صاحبہ لکھتی ہیں کہ ہمیشہ ان کو میں نے صوم وصلوٰۃ کا پابند پایا۔ مسجد میں دل اٹکا رہتا تھا۔ ذمہ دار شوہر، بچوں کی تعلیم وتربیت کا بہت خیال رکھنے والا پایا۔ ضرورت مندوں کی مدد کی توفیق ان کو ملتی تھی۔ خلافت سے والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ صاف سیدھی سچی اور کھری بات کہتے تھے اور خدا کے فضل سے موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ اگست 2023ء۔ مطبوعہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن، 10/ ستمبر 2023ء)

مکرم انجنیئر ناصر احمد قریشی صاحب مرحوم 1969ء میں چھ ماہ کی ٹریننگ کے لئے کینیڈا تشریف لائے تھے۔ یہ ان کا پاکستان سے بیرون ملک پہلا سفر تھا۔ ان کے گزرے ہوئے ایام کے دلچسپ تجربات اور مشاہدات کے چند خوبصورت اوراق ان کی جیون ساتھی محترمہ امۃ لباری ناصر صاحبہ نے افادۂ عام کے لئے ہدیہ قارئین کئے ہیں، پیشِ خدمت ہیں۔ (ادارہ)

آج جو مضمون پیش کر رہی ہوں یہ میرا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ زیادہ تر میرے میاں مکرم ناصر احمد قریشی کی تحریر ہے۔ جسے مرتب کر کے پیش کر رہی ہوں۔ جو ان کو جانتے ہیں ان کو حیرت ہوگی کہ میں یہ کیا لکھ گئی ہوں۔ حیرت بجا ہے لیکن چھوٹے سے تمہیدی تعارف سے بات کھل جائے گی۔ غالب نے کہا تھا:

چند تصویرِ بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

میں نے سوچا اپنے مرنے کے بعد کسی کو زحمت دینے سے بہتر ہے اپنے کاغذات اور تصویریں خود ہی دیکھ لوں۔ 'تصویرِ بتاں' کی ذیل میں میرے خزانے سے خاندان کے بزرگوں، شادیوں، سیروں اور بچوں کی تصاویر نکلیں جو میں الگ الگ لفافوں میں ڈال کر سب کو بانٹ رہی ہوں تا کہ جس کی تصاویر ہیں وہ خود سنبھالیں۔ طاقِ نسیاں میں رکھے کاغذات چھانٹنے میں بہت یادگار تحریریں ملیں۔ کچھ ادھورے مضامین، ان کہے اشعار میں لپٹے کچھ خیالی خاکے، اخباری تراشے، کچھ پیاروں کے پیارے خطوط تھے جن کی اہمیت صرف میرے لئے تھی، غرضیکہ اک جہان تھا جسے اپنے ہاتھوں سے خود سے جدا کرنا تھا۔ اسی خوشگوار طومار میں ایک لفافے میں اپنے شوہر نامدار ناصر صاحب کے کچھ خطوط بھی ملے۔ کھول کے پڑھنے لگی۔ ان کی اردو تحریر دیکھنے کا کم ہی موقع ملا تھا۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے خطوط کا پس منظر بتا دوں۔ جو بہت دلچسپ ہے۔ شادی کو پانچ چھ سال ہوئے تھے ان کے محکمہ ٹیلی فون ٹیلی گراف کی طرف سے 1969ء میں ایئر کنڈیشننگ میں اعلیٰ ٹریننگ کے لئے کینیڈا بھیجنے کا پروگرام آ گیا۔ چھ مہینے کا کورس تھا۔ سرکاری محکمے کی طرف سے ٹریننگ پر جانا آئندہ ترقی کے لئے سنہری موقع سمجھا جاتا تھا۔ اور مفت میں سیر بھی ہو جاتی تھی۔ ہم نے کینیڈا کا صرف نام سنا ہوا تھا۔ ٹرانٹو بھی کہیں پڑھا ہوگا اس کے علاوہ اس سرزمین کی کچھ خبر نہ تھی۔ اٹلس کی مدد سے آئیڈیا لیا۔ اور وہاں جانے کے لئے بہت اہتمام سے تیاری کی۔ اچھی قسم کی شرٹس، ٹائیاں، جوتے خریدے۔ نئے سوٹ سلائے سردی سے بچنے کے لئے اضافی کپڑے بھی لئے۔ کوئی معمولی بات نہ تھی پاکستان حکومت کا ایک گزیٹڈ آفیسر سمندر پار جا رہا تھا۔ سارے رشتہ داروں کو کسی نہ کسی بہانے یہ خبر پہنچائی کہ ناصر صاحب کینیڈا جا رہے ہیں جس کا دل چاہے جتنا چاہے رشک کر لے۔ گرما گرم صورت حالات تھی ہر بات اس کے گرد ہی گھوم رہی تھی۔ مجھے چھوڑ کر اکیلے جانا تھا، گھنٹوں مجھے سمجھاتے کہ مجھے ان کے بغیر کیسے رہنا ہے اور بچوں کو کیسے رکھنا ہے۔ ہدایات دینے کا کام روزانہ بڑی پابندی سے کرتے جس کا وقت بتدریج بڑھتا جاتا۔ مجھے یہ آڈیو ٹیپ روز سننی پڑتی یہاں تک کہ سب باتیں زبانی یاد ہو گئیں تھیں مگر میں آپ کو یہ نہیں بتاؤں گی کہ کیا کیا سمجھایا ورنہ سب کو اندازہ ہو جائے گا کہ ناصر مجھے کس قدر 'سمجھدار' سمجھتے تھے۔ سمجھانے کا یہ شغل اپنی اداسی دور کرنے کے لئے بھی ہوتا تھا۔ جب بھی جانے کا خیال آتا یہ سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ہم ان دنوں لاہور میں رہتے تھے۔ ٹریننگ سے واپسی پر کسی اور شہر میں پوسٹنگ ہو سکتی تھی اس لئے گھر خالی کرنا پڑا۔ گھر چھوڑنا ہو تو کام بہت بڑھ جاتا ہے ایک ساتھ دونوں کی پیکنگ ہو رہی تھی۔ مجھے اور بچوں کو ربوہ امی جان کے پاس جانا تھا۔ جو میرے لئے بے حد خوشی کی بات تھی۔ شادی کے بعد کچھ ایسی مصروفیات رہی تھیں کہ امی جان کے پاس اپنے ربوہ میں رہنے کا موقع کم ملا تھا۔

جدائی کے خیال سے ناصر صاحب کی اداسی میں ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ مگر دل میں ربوہ میں وقت گزارنے کے منصوبے بھی بن رہے تھے۔ یوں بھی شادی کے بعد کچھ سال ایک ساتھ گزار کر بالعموم خُمار اترنے کے بعد کی بدمزہ کیفیت کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جس میں اس طرح کی وقتی جدائی تھوڑا سا رنگ لَوٹا دیتی ہے۔ جو اچھا لگ رہا تھا۔ جانے سے پہلے کے مناظر چھوڑ دیتی ہوں وہاں جاکر بہت اداس ہوئے، پابندی سے خطوط میں پل پل کی خبریں لکھ کر بھیجتے رہے۔ اس وقت خطوط ہی ایک دوسرے سے رابطے کا واحد ذریعہ تھے۔ اس کے بعد دنیا کے کئی ملکوں کے دوروں پر جاتے رہے مگر فون کی سہولت حاصل ہونے کی وجہ سے خطوط کے تبادلہ کی ضرورت نہیں پڑی۔ ناصر کی اردو تحریر کا کل سرمایہ میرے ہاتھوں میں تھا۔ یہ پہلی جدائی تھی، خطوط میں سمندر پار پہلے سفر کے واقعات وحوادث۔ باون ترپن سال پہلے کا کینیڈا۔ باہر کے ملکوں کے رہن سہن۔ پردیس میں کھانے کی دعوت کی خوشی۔ شناسا لوگوں، دوستوں جاننے والوں کی اہمیت، طالب علم کی طرح اکیلے رہنے کے مسائل، ڈالر کو پاکستانی روپے سے ضرب دینا، گھر کی یاد، دردناک تنہائی اور واپسی کی بے تابی کا کچھ ذکر ملے گا۔ یہ قارئین بتائیں گے کہ پرانے خط رفتِ گزشت کہہ کر پھاڑ کر پھینکنے کی بجائے میں نے ان میں سے یہ مضمون کشید کر لیا تو کیسا رہا؟

ان کو مجھ پر یہ فوقیت حاصل ہوگئی کہ ہوائی سفر کرنے کا موقع پہلے ملا تھا اس لئے مجھ غریب کو کنوئیں کے باہر کی

دنیا کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کراتے رہے۔ پہلا سفر لاہور سے کراچی تک تھا۔ پہلے خط میں جو سترہ اگست 1967ء کا لکھا ہوا ملا ہوا میں سفر کا پہلا تجربہ تحریر تھا۔

”لاہور سے کراچی کا سفر ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوگیا جہاز اترتے چڑھتے وقت معمولی سا محسوس ہوتا ہے جب 28000 فٹ کی بلندی پر اڑتا ہے محسوس بھی نہیں ہوتا کہ جہاز چل رہا ہے پی آئی اے سروس بہت اچھی ہے۔“

اگلے دن کراچی سے لندن تک BOAC کے ذریعہ جانا تھا دو گھنٹے وہاں ٹھہر کر ایئر کینیڈا لے کر آٹوا جانا تھا۔ خیال تھا کہ لندن میں ان کی بھتیجی قدوس آ کر مل لے گی اس کے لئے تحائف خریدے۔ سمجھے تھے کہ جیسے ریل گاڑی کے سٹیشن پر ملاقات ہوجاتی ہے وہ لندن ایئر پورٹ پر آ کر ملے گی۔ چچا اپنی بھتیجی کو تحفے دیں گے مگر ایسا نہ ہوسکا۔ وجہ جان کر لطف آئے گا۔ آٹوا پہنچ کر لکھا :

”میں کل شام آٹوا پہنچ گیا 19 اگست کا دن میرے لئے بہت لمبا ہوگیا، کراچی سے صبح تین بجے چلا تھا جب آٹوا پہنچا تو 19 تاریخ ہی تھی اور شام کے پانچ بجے تھے۔ کراچی سے لندن تک BOAC کی سروس بہت اچھی رہی، جہاز دمشق لبنان یونان کے اوپر اڑتا ہوا روم پہنچا، کچھ دیر کے بعد فرینکفرٹ جرمنی اترے، ہوائی اڈہ بہت خوب صورت ہے۔ اس کے بعد لندن پہنچے، جہاز ایک گھنٹہ لیٹ تھا صرف ایک گھنٹے بعد دوسرا جہاز ایئر کینیڈا پکڑنا تھا اس لئے قدوس سے ملنا ممکن نہیں تھا۔ ایئر پورٹ سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔ نہ وہ اندر آسکتی تھی۔ یہ بات ہمیں معلوم نہ تھی۔ لندن سے مانٹریال تک سمندر پر سفر تھا، سات گھنٹے بعد مانٹریال سے پھر جہاز بدل کر آٹوا پہنچے۔ دیکھا تو ایک سوٹ کیس ندارد۔ بہت پریشانی ہوئی۔ شکر ہے ایئر پورٹ پر سی آئی ڈی اے کا ایک نمائندہ مجھے لینے آیا ہوا تھا، مجھے 65 ڈالر کا چیک دیا اور ایلگن ہوٹل Elgin Hotel پہنچا دیا۔ میں نے ہوٹل سے ہی چیک کھلوالیا سوٹ کیس کا بہت فکر تھا۔ پھر بھی نیند خوب آئی، صبح ہوئی تو کمرے کے باہر اپنا بچھڑا ہوا سوٹ کیس پڑا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہاں ایک ڈالر پاکستان کے پانچ روپے کے برابر ہے، موسم خوشگوار ہے، شہر خوب صورت ہے ،سارے کام مشینوں سے ہوتے ہیں۔ باقی تفصیل بعد میں لکھوں گا کوئی رہائش کی جگہ مل جائے تو ایڈریس لکھوں گا۔“

ہیتھرو پر قدوس سے ملنے میں ناکامی کی بات میرے ہاتھ آ گئی جو میں نے ان کی چھیڑ بنالی اور کئی مواقع پر فائدہ اُٹھایا۔ دو دن بعد تئیس تاریخ کا خط تھا :

”اکیس کی شام سے مجھے ایک فیملی کے ساتھ ایک کمرہ مل گیا ہے جس کا کرایہ پچاس ڈالر ماہوار ہے، پینتالیس ڈالر کمرے کا کرایہ اور پانچ ڈالر بستر کا ہے، اگلے ماہ سے اپنا بستر خرید لوں گا۔ مالک مکان کینیڈین ہے، شریف آدمی ہے اس کے چھ لڑکے ہیں اور دو لڑکیاں۔ بیوی بھی شریف اور ملنسار ہے۔ تین کمرے کرائے پر دئے ہوئے ہیں، ایک میں فرنچ آدمی ہے، دوسرے میں جمیکین لڑکی ہے، تیسرے میں میں ہوں، تینوں صبح دفتروں کو چلے جاتے ہیں، شام کو آتے ہیں، ایک باورچی خانہ ہے اور ایک باتھ روم۔ آج سے میں نے ناشتہ اور کھانا خود بنانا شروع کردیا ہے، کل ایک درجن انڈے 49 سینٹ کے اور ایک ڈبل روٹی 37 سینٹ کی لے آیا تھا، ایک بڑا فرائنگ پین، دو پلیٹیں، ایک کپ پرچ، دو چمچ، ایک گلاس اور ایک کیتلی چائے کی خریدی ہے۔ 77 سینٹ میں کارن آئل، کالی مرچ اور نمک بھی لیا ہے جو بوتلوں میں پسا ہوا مل گیا ہے، چینی کا ڈبہ اور چائے کی پتی بھی لی ہے۔ آلو، پیاز بھی لایا ہوں، امید ہے کچھ بنالوں گا۔ پرسوں 370 ڈالر کا ایک اور چیک ملا ہے، آج کل یہاں لاہور جیسا موسم ہے۔ لیکن سنا ہے سردی بہت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے گرم کپڑے خریدنے ہوں گے۔ آٹوا شہر بہت خوب صورت اور ترقی یافتہ ہے۔ لوگ تعلیم یافتہ اور مہذب ہیں بااخلاق اور تمیز دار ہیں، چوری اور غنڈہ گردی کا ڈر نہیں ہے۔ بے شک تالا نہ لگائیں سامان کو کوئی نہیں چھیڑتا، ہر چیز ٹھیک ٹھاک ہوتی ہے۔ آٹوا کینیڈا کا دارالحکومت ہے، سرکاری دفاتر ہیں لوگ بھی سرکاری ملازم ہیں۔ کل سے دفتر میں کام شروع کردیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ سیکھنے کی کوشش کروں گا۔ میں جس فرم میں کام کر رہا ہوں اس کے انچارج کا نام مسٹر کلیسن Mr. Klasson ہے۔ دو اور ٹیچر ہیں، مجھ سے بہت عزت سے پیش آتے ہیں اور کام سمجھاتے ہیں۔ مجھے پہلے سے ایئر کنڈیشننگ میں مہارت ہے اس لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ پھر بھی کتابیں لے آیا ہوں مطالعہ کرنا اچھا ہے۔ شام کو باہر نکل جاتا ہوں بہت نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ رونق رہتی ہے۔“

اُنیس اگست کے خط میں مزید تفصیل تھی:

”بچوں کی صحت کا خیال رکھیں، پانی ابال کر پئیں، یہاں آ کر احساس ہوا ہے کہ ہم کتنے جراثیم والا گندہ پانی پیتے ہیں۔ ایک احمدی سے ملاقات ہوئی ہے مگر بہت دور رہتے ہیں۔ حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتی رہیں، میں کراچی حضورؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کر کے آیا تھا۔ کھانا بنالیتا ہوں۔ ناشتے میں انڈے ڈبل روٹی اور کافی، دوپہر کے لئے ایک دن کوئی سالن بنا کر دو دن کھالیتا ہوں، پنیر دودھ مکھن پھل وغیرہ اکٹھے خرید لیتا ہوں۔ ستھری چیزیں ملتی ہیں۔ دفتر کا وقت صبح ساڑھے آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک ہے جو اچھا گزرتا ہے، شامیں اور چھٹی کے دن گزارنا مشکل ہوجاتا ہے، تفریحی مقامات کی سیر کے لئے نکل جاتا ہوں۔ یہاں پر ایک بہت بڑی نمائش لگی تھی جو دو

مرتبہ دیکھ لی ہے، پانچوں نمازیں کمرے میں پڑھتا ہوں قرآن پاک بھی پڑھتا ہوں۔ ایڈریس نوٹ کر لیں۔
83Third Avenue Ottawa. Ontario
کمرہ بڑا اور فرنشڈ ہے، کرایہ 45 ڈالر ہوگیا ہے، بستر اپنا لے لیا ہے۔ اس لئے کرایہ کم ہو گیا ہے۔''

شروع ستمبر کے خط میں لکھا:

''ایک پرانا دوست ملا ہے انجینئرنگ کالج کا ہے تین سال سے یہاں ہے۔ اپنے گھر لے گیا کھانا بھی کھلایا۔ کل شام نصیر۔ مظہر محمود صاحب نے اپنے گھر بلایا تھا، خود پنجاب کے ہیں، بیوی جے پور کی ہے، پر تکلف دعوت کی تھی، پھر گھر بھی چھوڑ گئے اچھا وقت گزرا۔ میں نے گھر بدل لیا ہے۔ اب 93 فورتھ Avenue آ گیا ہوں، کرایہ 35 ڈالر ہے، مالک مکان آسٹرین ہے اور اچھا ہے۔ کمرے اور کچن کی صفائی کر دیتے ہیں، پندرہ دن میں بستر بدل دیتے ہیں۔''

20 ستمبر:

''مجھے یہاں کراچی انجنیئرنگ کالج کے جو دوست ملے تھے ان کے ساتھ مانٹریال جانے کا پروگرام بن رہا ہے، یہاں سے 150 میل دور ہے، بڑا خوب صورت شہر ہے، ابھی تک ایر کنڈیشن کی ڈیزائن کی ٹریننگ تھی، اب مینوفیکچر کی ٹریننگ کے لئے ٹرانٹو جانا ہو گا۔''

27 ستمبر:

''آج ہفتہ ہے اور چھٹی ہے، ٹریننگ کا پروگرام تیزی سے چل رہا ہے، دفتر میں بھی اور سائٹ پر بھی جانا ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے جلدی کام ختم ہو جائے۔ لوگ تو وقت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر میں جلدی سے جلدی واپس آنا چاہتا ہوں۔ آج یہاں کام کرتے ایک مہینہ ہو گیا ہے، سردی شروع ہو گئی ہے، شام کو سرد ہوائیں چلتی ہیں۔ رات کو باہر نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بیس ڈالر کا ایک اوور کوٹ خرید لیا ہے، ٹھنڈ سے بچنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ غذا نہایت عمدہ اور صاف ستھری ہے۔ پکا پکایا خرید لاتا ہوں، آٹھ سینٹ میں دو مرغیوں کے پیکٹ لایا ہوں، دو دن چل جاتے ہیں، سالن نہیں بنا سکتا۔ موڈ ہو تو ریسٹورنٹ سے کھا لیتا ہوں، شاپنگ سینٹر اتنے بڑے ہیں کہ بتا نہیں سکتا اور خوبصورت بھی ہیں، ہر چیز مل جاتی ہے، آپ کے لئے ایک گھڑی خریدی ہے۔ میرے گھر کے پاس دریائے آٹوا گزرتا ہے، نہایت دلفریب منظر ہے، پہاڑیاں بھی ہیں۔ دھوپ بہت کم نکلتی ہے، ہر وقت بارش یا بادل رہتے ہیں۔ یہاں رہ کر اس دھوپ اور تپش کی قدر آئی ہے جس کی ہم پاکستان میں شکایت کرتے رہتے ہیں۔ دھوپ یہاں پر نعمت ہے، لوگ کثرت سے باہر نکلتے ہیں سیر و تفریح کرتے ہیں۔ پھر سردیاں آ جاتی ہیں جو دیر تک چلتی ہیں۔''

4 اکتوبر:

''آج ہفتہ ہے ناشتہ بنا کر کر لیا ہے۔ ہفتے کو کارلٹن یونیورسٹی میں اردو فلم دکھائی جاتی ہے، انڈین پاکستانی لوگ جمع ہوتے ہیں۔ دو پرانے ساتھی شرح صاحب اور زہری صاحب ملے ہیں ان کی بیوی سویڈش ہے، مجھے دعوت پر بلایا تھا۔ چھٹی کا دن زیادہ تر چلتا پھرتا رہتا ہوں۔''

18 اکتوبر:

''آٹوا کی ٹریننگ ختم ہو گئی ہے، اب ٹرانٹو جانا ہو گا، شام کو شاہد صاحب نے کھانے پر بلایا ہے۔ صبح نصیر صاحب کے پاس جاؤں گا اور ٹرانٹو کے احمدی احباب کے پتے لوں گا۔ وہاں ہماری بڑی جماعت ہے۔ زبیری صاحب نے بھی دعوت کی ہے۔ ٹرانٹو کے امیر جماعت طاہر بخاری صاحب سے بات ہوئی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ آپ سیدھے ہمارے گھر آ جائیں پھر آپ کے ٹھہرنے کا انتظام ہو جائے گا۔ اس لئے سیدھا ان کے گھر ہی جاؤں گا۔ کل میں نے جھینگا پکانے کی کوشش کی۔ میں نے پتہ کیا ہے اگر یہاں سے آپ کو ڈالر بھیجوں تو وہاں ایک ڈالر کے سات روپے پندرہ پیسے ملیں گے۔''

15 نومبر:

''آپ کی خوش قسمتی ہے کہ ربوہ میں رمضان آیا ہے، میں نے بھی روزے رکھے ہیں، مگر بہت مشکل سے رکھے ہیں، نیاگرا فالز کی سیر کی ہے۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی، بہت خوب صورت ہے، امریکہ کی نیاگرا فالز بھی دیکھی، وہاں ایک پاکستان کا بندہ ملا جس نے میری تصویریں لیں۔ کینیڈا کی ایک اونچی عمارت کی 54 منزلیں ہیں، اس پر چڑھ کر پورا شہر نظر آتا ہے، ہم بادل سے اوپر چلے گئے تھے۔ کئی دوسرے مقامات بھی دیکھے درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے ایک درجہ کم تھا۔ بخاری صاحب اپنے گھر بلا لیتے ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی ملنسار ہیں۔ دو دفعہ سیر بھی کرائی ہے۔''

نومبر:

''آج کل کیریئر فیکٹری میں کام کر رہا ہوں، اس کے بعد تیسری فرم میں جانا ہے جو کنٹرول سسٹم بناتے ہیں۔ موسم ٹھنڈا ہے، ہوائیں سرد چلتی ہیں۔ قادیان سے اباجان کا خط ملا ہے۔ بہت دعائیں لکھی ہیں، پڑھ کر بہت خوشی ہوئی بزرگوں کی دعاؤں سے تو سب کچھ ملا ہے۔ کل نیاگرا فالز جاؤں گا۔ تفریح کا سامان بہت ہے۔ اگلے مہینے رمضان المبارک ہے کوشش کروں گا۔ یہاں کافی لوگ جاننے والے مل گئے ہیں۔ جماعت کی میٹنگ میں شامل ہوا تھا ظہر عصر کی نماز جماعت سے مل گئی۔ طاہر بخاری صاحب کے گھر جاؤں تو گھر کا پکا ہوا کھانا مل جاتا ہے۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں ٹریننگ کا وقت بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں جلدی سے جلدی کام ختم کر کے واپس آنا چاہتا ہوں وجہ آپ کو معلوم ہے۔''

23 اکتوبر:

''میں ٹرانٹو پہنچ گیا، اسٹیشن سے طاہر بخاری صاحب کو فون کر دیا تھا، وہ خود لینے آ گئے اس لئے وائی ایم سی اے جانا نہیں پڑا۔ چار دن ان کے گھر ہی ٹھہرا، وہ یہاں کے امیر جماعت ہیں۔ بہت اچھے ملنسار آدمی ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ بہت مزے دار کھانا بناتی ہیں، خیال رکھتی ہیں۔ 26 تاریخ کو کمرہ کرائے پر لے لیا ہے۔ 16 ڈالر ہفتے پر ایک کمرہ ملا ہے۔ یعنی 64 ڈالر مہینہ۔ یہاں چار مختلف کمپنیوں کے ساتھ کام کرنا ہے، کام پر جانے کے لئے زمین دوز گاڑیاں استعمال کرتا ہوں۔ ان کا نظام آ کر سمجھاؤں گا۔''

نومبر:

''22. Summer Hill Gardens, Toronto, ONT. Canada

کل چھ کمرے کرائے پر دئے ہوئے ہیں۔ میں دوسری منزل میں رہتا ہوں میرے ایک طرف سیلونی طالب علم اور دوسری طرف کینیڈین رہتا ہے۔ کچن ایک ہے، بڑا سٹوو ہے جو بجلی سے جلتا ہے، فرج بھی بہت بڑا ہے، ہر ایک کو ایک خانہ دیا ہوا ہے۔ کچن صرف تین لوگ استعمال کرتے ہیں باقی باہر سے کھاتے ہیں۔ پرسکون ماحول ہے، میں نے کسی کو یہاں لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا۔ ہر ایک کو اپنے کام سے مطلب ہے، ہر بات پر مسکرا کر تھینک یو کہتے ہیں۔ کھانا بازار سے لا کر گرم کرتا ہوں۔ پھل بھی لاتا ہوں جو یہاں بہت اچھا مل جاتا ہے۔ ناشتہ بھی بناتا ہوں۔ ڈبل روٹی پر پنیر، انڈا ابلا ہوا یا فرائی، ساتھ میں چائے یا کافی۔ مگر گھر کا مزا نہیں ملتا، اپنی چپاتی اور سالن سب سے اچھا کھانا ہے۔''

''ٹرانٹو بہت بڑا شہر اور خوب صورت شہر ہے یہاں کافی احمدی ہیں، یہاں کے امیر صاحب اکثر گھر پر بلاتے ہیں پچھلی جمعرات کی شام کو بھی ان کے گھر گیا تھا ان کے گھر کھانا تھا۔ لاہور سے عثمان صاحب بھی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آٹوا کی نسبت یہاں سردی کم ہے۔ امید ہے یہاں وقت اچھا گزرے گا۔ اگلے ہفتے سے دوسری فرم کے ساتھ ٹریننگ ہے اپنے کمرے سے دفتر تک پہنچنے کے لئے بعض دفعہ دو دو دفعہ سب وے یعنی زیر زمین ٹرین لینی پڑتی ہے اور بسیں بھی تبدیل کرنی ہوتی ہیں۔ صرف پچیس سینٹ لگتے ہیں اس طرح ٹرانٹو کے کافی حصے کی سیر کر چکا ہوں، ٹرانسپورٹ کا انتظام اچھا ہے، صبح شام باوجود رش کے سفر کا کچھ پتہ نہیں لگتا، سب نوکری کرنے والے مرد، عورتیں، طالب علم ٹرین اور بس سے سفر کرتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں ریلے کی طرح شہر کے ایک حصے سے دوسرے حصے تک سفر کرتے ہیں۔ تیز رفتار ٹرینیں شہر کے شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب کو چلتی ہیں، راستہ میں زیر زمین سٹیشن ہیں جہاں سے آگے بسیں مل جاتی ہیں جمعہ اور ہفتہ کی رات کو صبح تک تفریح کرتے ہیں، اتوار کا دن سوتے رہتے ہیں، دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے بھی ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ ہر حد پار کر جاتے ہیں، عیسائی نام کو ہیں دراصل دہریہ ہیں۔ کسی مذہب کو نہیں مانتے۔ مذہب کی بات کریں تو ہنستے ہیں۔ کہتے ہیں تم لوگوں نے مذہب سے کیا پا لیا، تم ہم سے کسی طرح بھی بہتر نہیں ہو، پھر ہم تمہاری بات کیوں مانیں۔ اکثر لوگ یہی جواب دیتے ہیں۔ ایک عجیب دنیا ہے، پہلے سنتے تھے مگر سننا اور دیکھنا بہت مختلف ہے۔ دیکھے بغیر اندازہ نہیں ہو سکتا۔ سوموار اور جمعرات تک محنت سے کام کرتے ہیں۔ وقت کے پابند ہیں۔ کینیڈا کی اکانومی دنیا بھر میں اعلیٰ ہے۔ امریکہ سے بھی بہتر ہے۔ نیو یارک امریکہ کے بعد ٹرانٹو دنیا کا بڑا شہر ہے۔ مہنگائی بہت ہے، آٹوا سے چار گنا زیادہ خرچ ہوتا ہے لیکن ملال نہیں کیونکہ دنیا کی سیر کر رہا ہوں۔ بس کمرے میں آ کر تنہائی بہت محسوس ہوتی ہے۔ مجبوری میں وقت گزار رہا ہوں۔ ربوہ میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں ہو رہی ہوں گی۔ بچوں کو گرد سے بچائیں، گرد سے پرہیز ضروری ہے۔ یہاں میرے کمرے کے سامنے ربوہ کے دو بھائی رہتے ہیں۔ گول بازار کے افضل برادرز ربوہ کی فیملی کے۔ ان کے پاس چلا جاتا ہوں۔''

14 نومبر:

''میری تنخواہ 950 روپے ہے، آپ میرا چندہ عام ستاون روپے تیرہ آنے ادا کر دیں، باقی چندے آ کر دے دوں گا۔ آٹوا سے جانے سے پہلے ٹریننگ کی رپورٹ بنانی ہے۔ اس لئے مصروفیت ہے۔''

7 دسمبر:

''کرسمس کی رونقیں شروع ہو گئی ہیں۔ بالکل عید کی طرح رش ہے، بہت خریداری ہو رہی ہے۔ ڈاک تاخیر سے پہنچتی ہے اس لئے جلدی خط لکھ رہا ہوں۔ واپسی کا پروگرام 2 بجے بی او اے سی سے لندن سے پرواز کرنے کا ہے۔ یہ خط عید کے بعد ملے گا سب کو عید مبارک کہہ دیں جلسے کے مہمانوں کو بھی میرا اسلام کہیں اور دعا کی درخواست کریں۔''

13 دسمبر:

''کینیڈا میں عید کا دن اچھا گزرا، صبح نو بجے احمدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، جماعت کے سابقہ سیکرٹری خلیل احمد چوہدری صاحب نے جو اب پریذیڈنٹ ہیں، رات کو دعوت کی۔ یہ افضل، اکمل صاحب کی بیوی کے بڑے بھائی ہیں۔ سارا دن ان کے ساتھ ہی گزرا، طاہر بخاری صاحب جن کے گھر چار دن ٹھہرا تھا بھی آئے ہوئے ہیں۔ یہاں سے

جو سامان کتابیں وغیرہ سمندر کے راستے جائے گا وہ پیک کر رہا ہوں۔ 22 دسمبر کو صبح چھ بجے لندن کے لئے روانگی ہے تین جنوری کی صبح کراچی پہنچوں گا، پہنچتے ہی آپ کو تار دوں گا۔ بدھ کے دن کمپنی والوں کی طرف سے نیاگرا کی سیر ہے باقی تفصیل آ کر بتاؤں گا۔"

دسمبر:

"کینیڈا کی حکومت کی طرف سے میرے سپروائزر نے میری بہت تعریف کی ہے۔ مجھے کہا ہے کہ تم سے بہتر Trainee ہمارے پاس نہیں آیا جس کو صرف ٹریننگ سے مطلب ہے۔ اور کوئی لالچ نہیں، سب کمپنیوں نے میرے متعلق اچھی رپورٹیں دی ہیں، آخری کمپنی کے ساتھ دسمبر میں ٹریننگ ختم ہو جائے گی، مجھے چونکہ اس لائن میں پہلے ہی تجربہ تھا اس لئے جلدی کام ہو جاتا ہے۔ اب موسم بہت ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ درجہ حرارت منفی 8 تک گر گیا ہے۔"

19 دسمبر:

"آج میں نے جمعہ پڑھنے کے لئے چھٹی لی ہے، آج میں بہت خوش ہوں واپسی کا ٹکٹ مل گیا ہے، میرے لئے یہاں رہنا قریباً ناممکن ہو گیا تھا۔ دسمبر کے کچھ دن قدوس کے پاس لندن ٹھہر کر آپ کے پاس آجاؤں گا۔"

اس کے ساتھ خطوط کا سلسلہ ختم ہوا۔ پھر کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ اس طرح میں نے ان کی اردو تحریر کا سارا سرمایہ پیش کر دیا ہے۔

واپس آنے پر گھر میں بہت عرصے تک موضوعِ گفتگو کینیڈا ہی رہا۔ بڑی بڑی کمپنیوں، جن کے ساتھ کام کیا تھا، کے تعریفی خطوط، ٹریننگ کے سرٹیفیکیٹ اور یادگار تصاویر دکھاتے۔ وہاں کا ٹرانسپورٹ سسٹم سمجھاتے۔ ینگ اور بلور سٹریٹ کا ذکر اس قدر ہوا کہ ہمیں اچھی طرح ذہن نشین ہو گیا، لگتا تھا ہم ان پر سفر کر آئے ہیں۔ امید ہے ناصر صاحب کے ساتھ یہ سفر آپ کو پسند آیا ہو گا۔ اجازت چاہتی ہوں۔ فی امان اللہ۔

اسرائیل اور فلسطین کے درمیان حالیہ کشیدگی پر جماعت احمدیہ مسلمہ کا موقِف

(عابد وحید خان۔ انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس)

"گذشتہ چند دنوں میں سینکڑوں اسرائیلی اور فلسطینی، جن میں خواتین، بچے اور بوڑھے شامل ہیں، بے جا تشدد اور خونریزی کے نتیجے میں ہلاک یا زخمی ہو چکے ہیں۔ معصوم شہریوں کا قتل یا انہیں نقصان پہنچانا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی کہ حالتِ جنگ میں بھی کسی عورت، بچے یا بزرگ کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ ہی کسی مذہبی راہنما یا عبادت گاہ پر حملہ کیا جائے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ اُن تمام لوگوں سے اظہار ہمدردی کرتی ہے اور ان کے لیے دعا گو ہے جو کسی بھی طرح ان حالات سے متاثر ہوئے ہیں۔

ہم دعا گو ہیں اور لڑائی کے فوری خاتمے اور ہر ممکنہ طریق سے امن کے قیام پر زور دیتے ہیں تا کہ مزید جانیں ضائع نہ ہوں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ فریق اور اقوام کے مابین رابطے کھلے رہیں۔

جنگ بندی ہونے تک جو کوئی بھی فوجی کارروائی ہو، اس میں اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ معصوم شہریوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

مزید برآں خطے کے مسلمان ممالک کو امن قائم کرنے کی کوشش میں متحد ہونا چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ان بے گناہ فلسطینیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے جن کا انتہاپسندوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم امریکہ اور دیگر بااثر ممالک پر زور دیتے ہیں کہ وہ ایسے اقدامات یا بیانات سے پرہیز کریں جن کے نتیجہ میں اس نازک صورتحال کے مزید بھڑکنے کا خدشہ ہو۔ اس کے بجائے انہیں چاہیے کہ متعلقہ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ مل کر کشیدگی کی شدت کو فوری طور پر کم کیا جائے اور جلد از جلد امن قائم کرنے کی ہر ممکنہ کوشش ہو۔

دائمی اور پائیدار امن کے حصول کے لیے انصاف اور مساوات کو قائم کرنا بہت ضروری ہے لہٰذا تمام بڑی طاقتوں کو عدل اور حقیقی انصاف کے اصولوں پر مبنی طویل المدت اور پائیدار امن کے قیام پر توجہ دینی چاہیے۔"

(مرکزی پریس اینڈ میڈیا آفس)

(نوٹ: مندرجہ بالا بیان حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق شائع ہو رہا ہے۔)

رپورٹ جلسہ سالانہ یو کے 2023ء لوکل پروگرام

جلسہ سالانہ برطانیہ اب ایک بین الاقوامی جلسہ بن چکا ہے اس کی بنیادی وجہ خلیفۂ وقت کی موجودگی ہے۔ دوسری وجہ ایم ٹی اے کی طرف سے دوسرے ممالک کے ساتھ دوطرفہ رابطہ ہے۔جس کی وجہ سے دونوں طرف کے جلسہ میں شامل ہونے والے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی ہدایت کی روشنی میں وان اور پیس ویلج امارات نے بیت الاسلام میں احباب جماعت کے لئے اکٹھے ہو کر اس جلسہ سالانہ کے پروگرام کو براہ راست دیکھنے کا انتظام کیا۔مرد حضرات کے لئے طاہر ہال اور خواتین کے لئے مسجد بیت الاسلام کے بالائی اور زیریں دونوں حصے مخصوص کئے گئے۔

ان جملہ انتظامات کے لئے مکرم محمد زبیر منگلا صاحب لوکل امیر وان کو افسر جلسہ جب کہ مکرم عزیز اللہ چوہدری صاحب لوکل امیر پیس ویلج کو افسر جلسہ گاہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔اسی طرح دوسرے احباب کو بھی کئی ضروری ذمہ داریاں دی گئیں۔

یہاں کے وقت کے مطابق پہلا اجلاس صبح آٹھ بجے اور دوسرا اجلاس گیارہ بجے صبح ہونا تھا اس لئے شعبہ ضیافت کے تحت ناشتہ اور ظہرانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ شروع ہونے سے کئی دن پہلے سے ہی افراد جماعت تک کئی ذرائع سے یہ اطلاع پہنچائی گئی۔

تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب جلسہ یو کے سے استفادہ کرسکیں۔طاہر ہال کے اسٹیج پر پیچھے ایک بڑا کالے رنگ کا ایک پردہ لگایا گیا اور اس کے سامنے دو بڑے ٹی وی رکھے گئے۔اسٹیج کے نیچے سرخ رنگ کا قالین بچھا کر پھولوں کے گملے سجائے گئے۔اسی طرح اسٹیج کے دائیں بائیں دو دو مزید ٹی وی رکھے گئے۔

ہال میں تینوں طرف اسٹیج کی طرح کے بڑے بڑے کالے پردے لگائے گئے اور سامنے ہال میں کرسیاں لگائی گئیں۔ ہال کے آخر میں دیوار پر ایک بڑا بینر

آویزاں کیا گیا جس پر، اوپر کلمہ طیبہ اور نیچے بڑے حروف میں ”إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا“ اور اس کا اردو ،انگریزی میں ترجمہ لکھا گیا تھا۔اس بینر کے ایک کونے پر کلمہ طیبہ اور اس کے نیچے انگریزی میں جلسہ سالانہ یوکے لکھا گیا تھا۔

تینوں دن صبح کے اجلاس میں حاضری قدرے کم تھی لیکن دوسرے اجلاس اور عالمی بیعت کے وقت طاہر ہال میں حاضری بہت اچھی تھی۔

مسجد بیت الاسلام اور طاہر ہال کے درمیان سرسبز لان پر مختلف قسم کے اسٹال لگائے گئے تھے جہاں مختلف پروگراموں کے وقفوں کے دوران اور بعد میں خوب گہما گہمی دیکھی گئی۔

اس مقامی طور پر جلسہ سالانہ یوکے کے مختلف اجلاسوں میں شرکا کی حاضری پانچ سو سے آٹھ سو تک تھی جو روحانی اور علمی طور پر مستفیض ہوئے۔ الحمد للہ۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے بڑے بڑے مراکز جیسے مسجد مبارک بریمپٹن، مسجد بیت العافیت سکاربرو، مسجد بیت الحمد مسس ساگا، مسجد دارالرحمت سیسکاٹون، مسجد محمود ریجائنا، مسجد بیت النور کیلگری، مسجد بیت الرحمٰن وینکوور وغیرہ میں بھی ایسے انتظامات کئے گئے۔

(رپورٹ : مکرم غلام احمد عابدؔ صاحب، سیکرٹری اشاعت ون امارت)

*****

مکرم چوہدری محمد انور صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

محترمہ بشریٰ انور صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد انور صاحب مرحوم

مکرم چوہدری محمد انور صاحب مرحوم

بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر

میرے میاں چوہدری محمد انور صاحب مرحوم بقضائے الٰہی 23/نومبر 2022ء کو 78 سال کی عمر میں سسکاٹون میں ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

25/نومبر 2022ء کو مسجد بیت الرحمت سسکاٹون میں مکرم سعد حیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب و خواتین نے شرکت کی۔ اس کے بعد آپ کا جسد خاکی کیلگری لے جایا گیا۔ وہاں مکرم حافظ عطاالوہاب صاحب مربی سلسلہ نے 26/نومبر کو آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی روز آپ کی تدفین گارڈن آف پیس قبرستان میں عمل میں آئی۔

چوہدری محمد انور صاحب مرحوم کا تعلق حضرت چوہدری نورالدین ذیلدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے تھا۔ جن کی تحریک اور تبلیغ سے میرے میاں کے پورے خاندان نے بیعت کی۔ چوہدری انور صاحب اِن کے چھوٹے بھائی مکرم چوہدری فضل دین صاحب کے نواسے تھے۔ چوہدری محمد انور صاحب چک نمبر 55 نزد اوکاڑہ ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، ملنسار، خلیق، پنجوقتہ نمازوں کے عادی اور رحم دل انسان تھے۔ نہایت شفیق باپ اور بہت ہی اچھے خاوند تھے۔

آپ کچھ عرصہ کوپن ہیگن ڈنمارک میں رہنے کے بعد ستمبر 1983ء میں کینیڈا منتقل ہوگئے۔ آپ کو جماعت کی خدمت توفیق بھی ملی۔ 2001ء تا 2004ء بطور صدر جماعت سسکاٹون کام کرنے کی سعادت ملی۔ اسی طرح اُمور عامہ کے شعبہ میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ ہمیشہ معاملات کو صلح جوئی کے طریق پر احسن رنگ میں حل کرنے کا مشورہ دیتے۔ رشتوں کو جوڑنے کے قائل تھے۔ جماعت کی طرف سے کی گئی ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا اور مساجد فنڈ، خاص طور پر سسکاٹون، کیلگری اور اوسلو ناروے کی مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔ اپنوں بیگانوں کی مدد بلا تخصیص کیا کرتے تھے۔ اگر کسی کو مالی مدد کی ضرورت ہوتی تو آپ پیش پیش ہوتے۔ جب بھی سودا سلف لینے کے لئے بازار جاتے تو جیب میں کچھ رقم ضرور رکھتے اور اگر راستے میں کوئی راہ گیر یا ضرورت مند مل جاتا تو اسے دے دیتے۔ شہر میں کسی کو ride کی ضرورت پڑتی تو بہت شوق سے ride دیتے۔ بعض لوگوں نے قرضہ لے کر ادا نہ کیا تو درگزر کرتے ہوئے معاف کر دیا۔ جب سسکاٹون کی جماعت چھوٹی سی تھی، پہلا جلسہ منعقد ہونے پر باہر سے یا دوسرے شہروں سے آئے ہوئے مہمانوں کو اپنے اخراجات پر ہوٹل میں ٹھہرانے کی سعادت حاصل کی۔ الحمد للہ۔

چندہ جات ادا کرنے میں ہمیشہ باقاعدگی اختیار کی۔ اپنی وفات سے قبل 2022ء سے لے کر جون 2023ء تک کے تمام چندہ جات ادا کر چکے تھے۔ مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ دوستی نبھانا بھی جانتے تھے۔ بہت دوست نواز تھے۔ ان کے دوستوں نے ان کے لئے بہت اچھے ریمارکس دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دوستوں کو اس کی بہترین جزا دے اور مرحوم کے درجات بلند فرماتے ہوئے ان کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آمین

آپ نے پسماندگان میں خاکسار بشریٰ انور اور دو بیٹے فضل الٰہی انور اور عطاالقدوس انور چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خلافتِ احمدیہ حقہ کے وفادار اور اطاعت شعار بنائے۔ آمین ثم آمین!

سِمٹا ہوا بھنور سا میری چشمِ نم میں ہے

سِمٹا ہوا بھنور سا میری چشمِ نم میں ہے
اک سیلِ اشک ہے جو نہاں میرے غم میں ہے

اک آشنا سا ربط میرے پیچ و خم میں ہے
کِھچتا ہوا سا درد میرے ہر قدم میں ہے

جب میں نے بھر لیا تجھے اپنی نگاہ میں
پھر تُو ہی مستقل میرے ہر اِک دم میں ہے

اک پل میں تیری دید کی آغوش میں رہا
پھر انقلاب ہے جو میرے زیر و بم میں ہے

طوفانِ ہجر وصل کی گھڑیوں میں تھم گیا
حسنِ ازل کا عکس ہی میرے صنم میں ہے

تُو سامنے نہیں پہ میری آنکھ میں تو ہے
کُچھ رابطہ الگ سا شہود و عدم میں ہے

(مکرم مرزا محمد افضل صاحب)

پیاری امی جان امۃ الحفیظ عفت صاحبہ کا ذکرِ خیر

محترمہ طیبہ طلعت صاحبہ

میری بہت پیاری امی جان امۃ الحفیظ عفت صاحبہ 19فروری 2021ء کو تقریباً 95سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اگرچہ یہ صدمہ اور ان کی دعاؤں کے خزانہ سے محرومی ہم سب کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے لیکن

بلانے والا ہے سب سے پیارا، اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میری امی جان کی نانی محترمہ کرم بی بی صاحبہ ایک خواب کے ذریعہ احمدی ہوئی تھیں۔ میرے ناناجان مکرم کو طاعون کے ایام میں سارے خاندان کی ہلاکت کے بعد احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

میری امی جان کی شادی ابا جان مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم ولد مرزا محمد افضل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضرت منشی جلال الدین صاحب آف بلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یکے از تین سو تیرہ) سے 1926ء کے لگ بھگ ہوئی۔ حضرت منشی جلال الدین صاحب آف بلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ہی ہوگئی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنے اس خادم کو وفات کے بعد ”ہمارے یکتا اور بے نظیر دوست“ کے الفاظ سے یاد فرمایا۔

امی جان نہایت دعا گو، تہجد گزار، اسلام اور خلافتِ احمدیہ سے سچا عشق کرنے والی، خدمت قرآن اور خدمتِ دین کے لیے ہر دم کمر بستہ ایک مثالی احمدی خاتون تھیں۔

ہر نماز کو اول وقت میں نہایت عمدگی کے ساتھ تمام شرائط کے مطابق ادا کرتیں اور جب اہل خانہ گھر ہوتے تو باجماعت نماز کا التزام کرتیں۔ قرآن کریم کے بہت سے حصے حفظ تھے۔ نماز تہجد میں قرآن پاک کی تلاوت کرتیں۔ بہت مرتبہ آپ کی گریہ وزاری سے ہماری آنکھ کھلتی کیونکہ اپنے اللہ سے باتیں کرتے ہوئے گردوپیش سے بے نیاز ہو جاتی تھیں۔

امی جان نے عربی اور فارسی کے متعدد کورس کر رکھے تھے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عظیم المرتبت ربانی معلمین سے براہِ راست قرآن پاک کا علم حاصل کرنے کی سعادت نصیب تھی۔ دینی کتب کے مطالعہ کی شائق تھیں اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ زیر مطالعہ رہتا۔

امی جان کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ قرآن کریم کی کثرتِ تلاوت و مطالعہ کی وجہ سے قرآن کریم کا بہت حصہ حفظ تھا اور بلکہ اگر ان کے سامنے قرآن کریم کی کسی بھی آیت کی تلاوت کی جاتی تو غلطی کی صورت میں تصحیح کروادیتیں۔ ہمیں بھی بہت سورتیں امی جان کی تلاوت سن سن کر یاد ہوگئی تھیں۔ تعلیم القرآن کا بیش قیمت تحفہ جب تک صحت نے تھوڑی سی بھی اجازت دی ہر عمر کے لوگوں تک پہنچاتی رہیں۔ ہمارے گھر میں درس و تدریس کا سلسلہ سارا دن جاری رہتا۔ یسرنا القرآن، ناظرہ، ترجمہ اور تفسیر کی کلاسز ہوتیں۔ بچوں، ناصرات، لجنہ کے علاوہ بہت سے غیر احمدی بچوں نے بھی امی جان سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

کچھ سال قبل پاکستان گئی تو دیکھا کہ درس و تدریس کے اس سلسلے کی وجہ سے امی جان کو آرام کے لیے کچھ ہی گھنٹے کا وقت ملتا ہے۔ تو میں نے کہا اب نماز فجر کے بعد آنے والوں کے لیے مَیں گیٹ نہیں کھولوں گی۔ آپ کو کچھ آرام بھی کرنا چاہیے۔ تو جواباً کہنے لگیں کہ یہ میرے اور میرے خدا کے درمیان عہد و پیمان ہیں۔ تم بیچ میں نہ آؤ۔ اسی طرح کینیڈا میں بھی اپنے قریباً تین سالہ محدود قیام کے دوران بھی تعلیم القرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ لیکن جب باقاعدہ کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا تو واپس پاکستان جانے کا قصد کیا۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ امی جان کینیڈا کی شہریت لے کر واپس جائیں لیکن ان کا کہنا تھا کہ یہاں میں اپنے اللہ سے کیے وعدے کو کماحقہ پورا نہیں کر پا رہی۔

امی جان کی درس و تدریس کے سلسلہ کے ساتھ یہ بھی علم ہوتا ہے کہ ہماری گزشتہ نسل کو اپنے بچوں کو دین سکھانے کی طرف بہت توجہ اور فکر تھی اور بچے بھی ان کے اس فکر اور توجہ کی بہت قدر کرتے تھے۔

امی جان کی وفات کے بعد بہت سی بہنوں کے تعزیتی فون آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم نے خالہ جان سے قرآن پاک پڑھا ہے۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ میرے بھانجے عزیزم احسان اللہ مربی سلسلہ کو، جو آج کل گھانا میں خدمت دین کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، ایک مرتبہ ایک نوجوان ملا اور بہت محبت سے کہنے لگا کہ میری والدہ نے آپ کی نانی جان سے قرآن کریم پڑھا ہے، میں نے بھی انہی سے پڑھا اور اب میرے بچے بھی انہی سے قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔

خلافتِ حقہ سے امی جان کو گہری اور والہانہ وابستگی تھی۔ باقاعدگی سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خطوط لکھنا، خطبات سننا، خطبات سننے کی نصیحت کرنا، بچوں سے خطبات کے نکات معرفت ڈسکس کرنا، ان کا معمول تھا۔ کسی بھی کام کے لئے دعا کا کہتے تو فوراً حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھنے اور صدقہ کرنے کی تحریک کرتیں۔ خاندان حضرت مسیح پاک علیہ السلام سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔ انہیں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ مریم صاحبہ اور خالہ عائشہ بی بی صاحبہ جو قادیان میں ”مائی“ کے نام سے جانی جاتی تھیں حضرت اماں

جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمسایہ تھیں۔ امی جان ان کے گھر اکثر جایا کرتی تھیں تا کہ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہو جائے۔

امی جان کو قادیان میں سن شعور سے ہی خواتین مبارکہ کے زیر سایہ خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تبرکات بھی آپ کے پاس تھے جن کی بہت اہتمام سے دیکھ بھال اور حفاظت کرتیں۔ اسی طرح حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خطوط بھی تھے جو ہمیں نکال کر سناتیں پھر حفاظت سے سنبھال لیتیں۔ حضرت سیدہ اُمّ طاہرؓ، حضرت سیدہ مریم صدیقہ، حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم رحمہن اللہ تعالیٰ کے ساتھ لمبا عرصہ دینی خدمات بجالانے کی توفیق ملی جسے اپنی سعادت سمجھتیں اور بہت عاجزی سے ذکر کرتیں اور واقعات سناتیں۔

محترمہ سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ ایک مرتبہ امی جان کو ملنے کے لئے ہمارے گھر رونق افروز ہوئیں تو تحفۃً ایک پرفیوم دیا۔ کچھ عرصہ بعد میں پاکستان گئی تو جب بھی کہیں جانا ہوتا تو کہتیں ”آپا طاہرہ والا پرفیوم لگا کر جاؤ۔ اس کی خوشبو سب سے اچھی ہے۔“

امی جان کو لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ اور مقامی کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ تقریباً 11 سال دارالصدر غربی ربوہ کی صدر رہیں اور اس دوران ان کا حلقہ ہمیشہ اول آتا رہا۔ کینیڈا کے مختصر قیام کے دوران بھی سیکرٹری تربیت کے فرائض نبھاتی رہیں۔

امی جان نے لجنہ اماء اللہ کے عہد کو ہر طرح سے نبھایا اور ہر طرح کی قربانی پیش کی۔ نوعمری میں ہی نظام وصیت میں شمولیت اختیار کی اور 1/3 حصہ کی وصیت کی۔ ہر مالی تحریک میں بصد رضا و رغبت حصہ لیتیں۔ بلکہ اپنے مرحومین کی طرف سے بھی چندہ جات ادا کرتیں۔ کوئی تحریک ایسی نہیں تھی جس میں امی جان نے انتہائی خوشی اور جوش سے حصہ نہ لیا ہو۔

خلافت کے ہر حکم اور تحریک پر فوراً لبیک کرنا اور جماعت کے ہر حکم پر عمل کرنا ان کی عادت تھی۔ قصر خلافت کی ڈیوٹی ہو یا مسجد مبارک میں معتکفین کی خدمت یا اضلاع کے دورہ جات ہوں یا گھر گھر جا کر چندہ کی تحریک پہنچانا۔ یا پھر حضرت سیدہ اُمّ طاہر صاحبہؓ کے گھر فرقان فورس کے لئے صدریاں سینی ہوں، یا اسمبلی کے الیکشن میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الیکشن کی ڈیوٹیاں ہوں، یا اجلاسات میں شرکت ہر جماعتی خدمت اور ذمہ داری میں پیش پیش رہنا اپنی سعادت سمجھتیں۔

بہت مہمان نواز تھیں۔ لیکن خاص طور پر جلسہ پر آنے والے مہمانوں کی خاطر داری میں تو کوئی کسر نہ اٹھا رکھتیں۔ ایسے مواقع بھی آئے کہ تمام بستر اور سارا گھر مہمانوں کو پیش کر دیا اور خود کرسی پر بیٹھ کر آگ تاپتے ہوئے رات گزار دی۔

میرے بچپن کا واقعہ ہے۔ امی جان کسی گھرانے کو روزانہ آٹھ آنے صدقہ میرے ذریعے بھیجتیں۔ ایک مرتبہ میں نے کہا کہ جن کو آپ صدقہ بھیجتی ہیں ان کا گھر ہمارے گھر سے زیادہ کھانے پینے کی اشیاء سے بھرا ہوتا ہے۔ اس پر کہنے لگیں کہ ”تمہیں خدا دیتا ہے اور ان کے لیے خدا اپنے بندوں کو وسیلہ بناتا ہے۔“

حلقہ احباب بہت وسیع تھا کہ امی جان بہت نافع وجود تھیں۔ صائب الرائے تھیں اور مخلصانہ مشورہ دیتی تھیں۔ چنانچہ بہت سی لجنات ذاتی مشکلات میں دعا کے ساتھ ساتھ مشورہ کے لئے بھی ملتی تھیں۔ آپ نہ صرف مشورہ دیتیں بلکہ انتہائی خاموشی سے حتی المقدور مدد بھی کرتیں۔ اردگرد کے دیہاتوں سے بہت سی طالبات حصول علم کے لئے امی کے پاس رہیں اور آپ ان بچیوں کا خیال بالکل ایسے رکھتیں جیسے اپنی اولاد ہو۔ اور آپ کے حسن سلوک سے متاثر و مطمئن ان بچیوں کے والدین بھی آپ پر نہایت اعتماد کرتے ہوئے سالہا سال اپنی بیٹیوں کو آپ کے پاس چھوڑ جاتے۔

آپ نہایت دعا گو وجود تھیں۔ قرآنی اور بہت سی مسنون دعائیں آپ کی زبان پر رہتیں۔ کاموں میں مصروف رہتیں لیکن زبان درود شریف، دعاؤں، ذکر و اذکار اور درثمین و کلام محمود کے دعائیہ اشعار سے متحرک رہتی۔ ہمیں دعاؤں کی تحریک کرنے کے لئے اپنے بچپن کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات کا عاشقانہ شان کے ساتھ تذکرہ کرتیں۔ اور امی جان کے قبولیت دعا کے بہت سے واقعات کے تو ہم عینی شاہد ہیں مثلاً ایک مرتبہ میری ایک بھتیجی کیمسٹری میں ماسٹرز کے لیے ہوسٹل میں مقیم تھی۔ ایک نہایت متعصب پروفیسر کو جب یہ معلوم ہوا کہ بچی احمدی ہے تو ان سے بہت بیہودہ گوئی کی۔ نہایت پریشانی کے عالم میں بچی جب ہوسٹل سے گھر آئی تو امی جان (اپنی دادی جان) سے ذکر کیا تو انہوں نے کثرت سے درود شریف اور الہام ”اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ“ پڑھنے کی نصیحت کی۔ جب دوبارہ ہوسٹل گئی تو پتا چلا کہ ان پروفیسر صاحب کا تبادلہ ہو گیا ہے۔

میری ایک ہمشیرہ کی شادی کے موقع پر ان کے سسرال کے دیہاتی ماحول کو بعض اقرباء نے تمسخر کا نشانہ بنایا۔ امی جان نے دل شکستگی کی حالت میں بہت دعا کی تو رات اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تسلی فرمائی ”جتھے مرضی بیہہ، تے جتھے مرضی کھلو۔ انک انت الاعلیٰ“ (یعنی جہاں مرضی بیٹھو اور جہاں مرضی کھڑی ہو۔)

میری امی جان نہ صرف ایک مثالی لجنہ تھیں بلکہ ایک شفیق ماں اور فرماں بردار بیوی بھی تھیں۔ اپنی جماعتی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اپنی خانگی ذمہ داریوں اور تربیت اولاد کے فریضہ سے ہرگز غافل نہ تھیں۔ ہم سب بہن بھائیوں کی دینی اور دنیاوی تربیت پر خاص نظر رکھتیں۔ نماز اور تلاوت قرآن کی سختی سے پابندی کرواتیں۔ خود بھی بہت اچھا کھانا پکاتیں اور ہم تینوں بہنوں کو بھی سلائی کڑھائی، کھانا پکانے اور گھرداری کے فن سکھانے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ابا جان کے ساتھ ہر معاملہ میں تعاون کیا۔ لڑائی جھگڑا درکنار کبھی زیادہ کا تقاضہ بھی نہ کیا۔ جو کچھ ابا جان دیتے اس رقم میں نہ صرف گھر چلایا، بچوں کو پڑھایا بلکہ اپنی سلیقہ شعاری کی بدولت جائیداد بھی بنائی۔ بہت سلیقہ شعار تھیں۔ امی جان کو سالانہ نمائش میں بہترین کشیدہ کاری کے لیے انعامات بھی ملے۔

نہ صرف اپنے اور بچوں کے لباس خود سیتیں بلکہ ابا جان کے کپڑے بھی خود ہی سیتیں اور اس زمانہ کے رواج کے

مطابق شلوار کے پائنچوں میں خوبصورت ڈورے بھی ڈالتیں۔

صد سالہ جوبلی کے موقع پر بزرگان کے انٹرویوز کے ساتھ امی جان سے بھی ایم ٹی اے پر انٹرویو ہوا تھا۔ تاریخ احمدیت میں بھی امی جان کی خدمات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ میری امی جان کے درجات بلند فرمائے اور یہ کہ ان خدمات اور ان کا نیک نمونہ ان کی اولاد کے لیے مشعلِ راہ ہو۔ (آمین)

بقیہ از شہدائے بورکینافاسو۔ احمدیت کے درخشندہ ستارے

کہتے ہیں کہ جب اِن کی شہادت ہوئی ہے تو اس کے فوراً بعد مجھے ایک نوجوان کا فون آیا کہ اس طرح ہمارے بزرگوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا اگر آپ احمدیت سے پیچھے ہٹ جائیں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے مگر انہوں نے شہادت کو ترجیح دی۔ اس نوجوان کا کہنا تھا کہ اگر یہ لوگ ہم سب کو شہید کر دیں تو بھی ہم احمدیت سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں یہ تو صرف نو(9) انصار تھے اگر ہم سب خدام لجنہ وغیرہ کو بھی شہید کر دیں تو بھی ہم احمدیت نہیں چھوڑیں گے ان شاء اللہ۔ یہ روح ہے ان مخلصین میں، اس جماعت میں جو انہوں نے پیدا کی۔ جب بڑوں کی تربیت ہو، ان کا نمونہ ہو تو تبھی نوجوانوں اور عورتوں میں یہ جذبہ اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔

تو یہ لوگ تو کامیاب ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم لوگ اس گروہ میں ہیں یا نہیں جو منتظر رہتا ہے کہ کب اللہ تعالیٰ قربانی کا موقع دے اور اسے قبول فرمالے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص فطرتِ صحیحہ پر غور کرنے کا عادی ہو تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا میں کوئی چیز بھی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ ماں جب تک اپنی جان کی قربانی پیش نہیں کرتی اُسے بچہ حاصل نہیں ہوتا۔ دانہ جب تک خاک میں مل کر اپنی جان کو نہیں کھوتا وہ ایک سے سات سو دانوں میں تبدیل نہیں ہوتا۔ اسی طرح کوئی قوم زندہ نہیں ہو سکتی جب تک اُس کے افراد جانوں کو ایک بے حقیقت شَے سمجھ کر اُسے قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار نہ ہوں۔ اور کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اُس کے افراد کے دلوں میں اپنے شہداء کا پورا احترام نہ ہو۔"

(تفسیر کبیر۔ جلد دوم، صفحہ 293)

لہٰذا امتحان ہمارا ہے کہ ہم قربانیوں کے لئے تیار بیٹھے ہیں یا نہیں؟ اپنے پیچھے اپنی اولاد در اولاد کو تیار کر رہے ہیں یا نہیں؟ میں آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان دعائیہ الفاظ پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

"پس یہ قربانی کرنے والے تو اس آزمائش میں پورے اترے۔ اب پیچھے رہنے والوں کا بھی اپنے ایمان اور یقین میں بڑھنے کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اپنے ایمان اور یقین میں کامل رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کے مقام کو بلند تر فرماتا چلا جائے۔ ان کی قربانیوں کو وہ پھل پھول لگائے جس کے نتیجہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعلیم کو جلد از جلد دنیا میں ہم پھیلتا دیکھنے والے ہوں۔ جہالت دنیا سے ختم ہو اور خدائے واحد کی حقیقی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جائے۔"

(خطبہ جمعہ 20/جنوری 2023ء۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 11 جون 2023ء)

آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

*****

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 27 مئی 2023ء کو مکرم جاہز رحمان صاحب اور محترمہ یمنیٰ رحمان صاحبہ نارتھ پارک جماعت کو بیٹے سے نوازا ہے۔ اس بچے کا نام "زوریز رحمان" تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم معیز الدین مبارک صاحب اور محترمہ ناصرشاہین صاحبہ کا پوتا اور مکرم چوہدری ارشد احمد وڑائچ صاحب اور محترمہ امۃ الحق صاحبہ ایڈمنٹن کا نواسہ ہے۔

عزیزم زوریز رحمان سلمہ، مکرم عبدالرحمٰن دہلوی صاحب مرحوم کا پڑپوتا اور حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ نیز نومولود مکرم فضل الرحمٰن عامر صاحب کے بھتیجے کا بیٹا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین!

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

مکرم میجر (ر) ملک محمد یوسف خاں صاحب

15/ستمبر 2023ء کو مکرم (میجر) ملک محمد یوسف خاں صاحب 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

17/ستمبر 2023ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم آصف احمد خاں مجاہد مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز 18 ستمبر تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی۔ آسٹریلیا اور امریکہ سے اعزا و اقارب کے علاوہ کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ جماعت احمدیہ اسلام آباد کے مشہور اور مخلص احمدی مکرم ملک محمد یونس صاحب ایس پی پولیس کے صاحبزادے تھے۔ مکرم میجر صاحب نہایت مخلص، نیک، صالح اور صوم وصلوٰۃ کے پابند، منکسر المزاج اور ہمدرد انسان تھے۔ جماعت احمدیہ اسلام آباد کے تیس سال سے زائد عرصہ تک سیکرٹری ضیافت رہے۔ نیز مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔ خلافت کے ساتھ صدق وصفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ عابدہ یوسف صاحبہ تین بیٹے مکرم اعجاز احمد صاحب رچمنڈ ہل، مکرم ضیاء احمد صاحب پاکستان، مکرم اطہر احمد صاحب آسٹریلیا، ایک بیٹی محترمہ ساجدہ مریم مبشر صاحبہ آسٹریلیا اور ایک بھائی مکرم ملک جاوید یامین یونس صاحب امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

محترمہ ثروت آرا بیگم صاحبہ

20/ستمبر 2023ء کو محترمہ ثروت آرا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ہادی احمد خاں صاحب پیس ویلج جماعت 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

22/ستمبر 2023ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور تین بجے نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ اپنی وفات سے قبل حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔ مکرم کیپٹن (ر) محمد اسلم صاحب ربوہ کی صاحبزادی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر پیر رحمت علی شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ، مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب مرحوم کی بھاوجہ تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔ مرحومہ کو واہ کینٹ میں لجنہ اماء اللہ کی مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، خلیق اور ملنسار تھیں۔ خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم ہادی احمد خاں صاحب، دو بیٹے مکرم انس احمد خاں صاحب، مکرم عثمان احمد خاں صاحب جرمنی، تین بیٹیاں محترمہ فرحت ریحانہ جالب صاحبہ پیس ویلج، محترمہ ندرت فرزانہ صاحبہ جرمنی اور محترمہ سطوت عمرانہ صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کے بعض اور اعزاء و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

مکرم طاہر محمود باجوہ صاحب

22/ستمبر 2023ء کو مکرم طاہر محمود باجوہ صاحب ڈرہم ایسٹ جماعت 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

23/ستمبر 2023ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت محمد حسین باجوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے اور حضرت عبدالحمید وڑائچ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رسول بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے داماد تھے۔ مرحوم، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرنے والے، تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ بشریٰ باجوہ صاحبہ، دو بیٹے مکرم وقاص احمد باجوہ صاحب ڈرہم ایسٹ،

مکرم واسع احمد باجوہ صاحب وان ، ایک بیٹی جوار یہ اعجاز صاحبہ امریکہ ، دو بھائی مکرم زاہد محمود باجوہ صاحب وان ، مکرم حمید الدین باجوہ صاحب یوکے ، دو بہنیں محترمہ سلمٰی بی بی صاحبہ یوکے اور محترمہ امۃ الودود صاحبہ بریڈفورڈ یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم حسن عبداللہ خاں صاحب

15/ستمبر 2023ء کو مکرم حسن عبداللہ خاں صاحب ٹرانٹو جماعت 31 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

24/ستمبر 2023ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ساڑھے گیارہ بجے مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں بارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم مولانا ناصر محمود بٹ صاحب مربی سلسلہ لندن انٹاریو نے دعا کرائی۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے ۔ نیک اور صالح نوجوان تھے۔ خلافت سے تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں والد محترم افضل محمد خاں صاحب اور والدہ محترمہ سعدیہ افضل صاحبہ ٹرانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم عبدالمنیب نصر صاحب

27/ستمبر 2023ء کو مکرم عبدالمنیب نصر صاحب وان جماعت 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

یکم/اکتوبر 2023ء کو نماز مغرب سے قبل ایوان طاہر میں لوگوں نے مرحوم کا آخری دیدار کیا۔ مسجد بیت الاسلام میں مغرب کی نماز کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کا ذکر خیر فرمایا اور اس کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین اور بعض دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اگلے روز 2/اکتوبر کو بارہ بجے نیشول قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی اس موقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی تھے۔ جماعت کے پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔

مرحوم ، مکرم ملک عبدالحق اعوان صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ بشریٰ منیب صاحبہ۔ ایک بیٹا عزیزم سبحان اعوان ، ایک بیٹی عزیزہ ابریش اعوان، چار بھائی مکرم عبدالباسط اعوان صاحب ، مکرم اثر ملک صاحب ، مکرم عبدالرافع مدثر صاحب ، مکرم عبدالرقیب ملک صاحب ، چار بہنیں محترمہ عین الوفا صاحبہ ، محترمہ عین القدیر صاحبہ وان اور محترمہ عین الفراست صاحبہ ونڈسر یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم عبدالحلیم خاں صاحب

30/ستمبر 2023ء کو مکرم عبدالحلیم خاں صاحب بریمپٹن ویسٹ جماعت 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

یکم/اکتوبر 2023ء کو نماز مغرب کے بعد مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں مکرم یاسر ناصر صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 2 اکتوبر کو دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم عبداللہ محسن سید صاحب واقف زندگی مینیجر احمدیہ فیونرل ہوم نے دعا کرائی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے، حضرت عبدالحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حکیم عبدالصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے اور مکرم قمرالدین صدیقی صاحب امیر جماعت احمدیہ میرٹھ انڈیا کے پوتے اور مکرم صابرالدین صدیقی صاحب مترجم روسی زبان قرآن کریم کے بھتیجے تھے۔

آپ مخلص احمدی تھے۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے والہانہ تعلق تھا۔

مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم حارث عمر خاں صاحب، ایک بیٹی محترمہ سارہ لوئیسہ خاں صاحبہ، تین بھائی مکرم عبدالنعیم خاں صاحب، مکرم ابوطالب سلیم خاں صاحب، مکرم عبدالوسیم خاں صاحب مانٹریال، چار بہنیں محترمہ رست شاہین خاں صاحبہ، محترمہ نزہت شاہین خاں صاحبہ مانٹریال، محترمہ ڈاکٹر نگہت شاہین صاحبہ ، محترمہ عفت وحید خاں صاحبہ بریمپٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ فضیلت مسعود مہار صاحبہ

محترمہ فضیلت مسعود مہار صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مسعود احمد مہار صاحب وان جماعت بقضائے الٰہی 16/جون 2023ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

مرحومہ کی وفات کا اعلان ستمبر کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ نادانستہ طور پر تاریخ وفات اور عمر غلط شائع ہوگئی تھی اور وہ موصیہ تھیں۔ احباب جماعت نوٹ فرمالیں۔ ادارہ معذرت خواہ ہے۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے جملہ لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔